

ڵۣٱؿؙۿٵڶڒۧۺؙٷڷؠڵۼؙڡٙٵٚٲؙؽ۬ڒڷٳڵؽػ<sup>ٳٮؾڵ</sup>

دعوتی،اصلاح بسکری اقب کیری تنبليغ القرآن دومائ الشاور (ن

من ارق الركام ل 2015 و رقال أن عادى الاول ١٣٦١ و

2

مولانا مفتى مح<u>را با</u>زؤرانى

مولاناسيد كفايت بخارى مولاناحشمت على صافي

يجيازمطبوعات جامعة تبليغ القرآن يوسف آباديشاور

#### *ف*ېرست مضامين

	The Market Consideration of the Constant	Care
3	ازمنامه مطاء الخديث بإلوى	خياء اليمان في تخييرالقرآن
		The Control
6	Klota	لليست جالو
		TEP
7_	الامك	سانحدی سامت اور مقرب
	3500	(سايموي دامسال)
10	ازمولانا محد منظور لحياقي	توحيد بارى تعالى
		(I)(i)
13	ال مولانا مهد البارى را الله	داميان وبادراهمراب ينيادى عركات ادراساب
16	الاسيداللب فوية	وموعد وان ك جارة أكرار قاف
		المداخلين المسائلة
20	الاوابدالراطدي	اكارويويدكي فكراور معاصر تناظرين اس استفاده
		ظائف، طا <del>س</del> تن
22	الاستلم مياد	رد تي مادل کا گير
26	الاحوادانامشق محدابياز	اريل فال كاحتيف
29	a the same	ويااور آخرت شركام إلى كاراز
33	الكاكة عدائين	مك ولمت كي حالت زار اور ترجي طبقه كا اتحاد
36	الزاود بإعقيدل جان	دى دارى وارخ ، كرواراور خلاف سادش وى دارى وارخ ، كرواراور خلاف سادش
20		
40	از قاری همایاز مسسائی	والوت وين كاكام حظم طريق سے يحي كري ؟
7		روان
47_	الاحوادانا مثنق عجدا بالزوموادانا مثنق المنسين	دفي سائل
156.00		CEUED)
49	الانجدادشي الماسمام عدوي	مثانی مسلمان مورت کے تعقاعت مثانی مسلمان مورت کے تعقاعت
	- Continue C	على ماق وروح على
54		ورفت ایک استاد
		الحب ارداحوال الحب ارداحوال
	-	

تيت في عمره 30روي زرسالانه --- 160روي سالاند در تعاون مرون ممالك: 20 دار ويك أكاؤنث تمر:8-012003200 بنك كوڙ: 0864 الائيد بينك لميند تقرآباد رائي بادر پاكستان-يرائدوالطر: فن:92(0)333-93 93 151 (برباك: 151 92(0)333-93 45

يروفيرواكم فيرعم يروفيسر واكثر ووست محمر فأن مولانا واكثر اكرام الحق ياسين مولاناذا كزمراج الاسلام حنيف الجنترميال فحدالياس يروفيرسيد طاهرشاه

مغتى ضياء الحق جب يوسف ظفر مولاناسميع الله مفتي وحسين

#### فلاو كمابت كايته

حامعة بلغ القرآن

mujalla.jamiatq@gmail.com 0333-9393151

#### وسورة البقره ۵۷ تا ۹۲ ک

#### رجب:

- اور ہم نے تم پر بادل کاسابیہ کیااور تمہارے (کھانے کے لیے) من وسلوی اتارا (اور کہا) کہ ہماری عطا کر دہ ستھری چیزیں کھاؤ۔ انہوں نے ہمارا کچھ نقصان نہیں کیا، البتہ اپنانقصان کرتے رہے۔
- اور جب ہم نے ان سے کہا تھا کہ اس شہر میں جاؤاور جہاں سے چاہو بافراغت کھاؤاور سجدہ کرتے ہوئے اور ہوئے اور ہوئے اور موازے میں داخل ہو۔ ہم تمہارے گناہوں کو معاف کر دیں گے اور نیکی کرنے والوں کو ہم زیادہ دیں گے۔

### 467046704670467046704 4 46704670467046704670

- پھر ظالموں نے وہ بات ہی بدل ڈالی جوان سے کہی گئی تھی۔ تب ہم نے ان ظالموں پران کی نافرمانیوں کی وجہ سے آسان سے عذاب نازل کیا۔
- اور جب موسی نے اپنی قوم کے لیے پانی ما نگاتو ہم نے انہیں کہا کہ پتھر پر اپنی لا تھی مار ، تب اس میں سے بارہ چشم بہد نکلے اور ہر گروہ نے اپنا اپنا گھاٹ پیچان لیا (ہم نے کہا) اللہ کے عطا کر دور زق سے کھاؤ پیواور زمین میں فساد مجاتے نہ پھرو۔
- اورجب تم نے (موسی) سے کہا تھااہے موسی ہم ایک ہی قسم کے کھانے پر ہر گرضبر نہیں کر سکتے ،اس لیے اپنے رب سے التجا کرو کہ وہ ہمیں زمین کی پیداوار ساگ، ترکاری، گیہوں، مسوراور پیاز دے۔ موسی نے کہا کیا تم بہتر چیز کو گھٹیا چیز سے بدلناچا ہتے ہو۔ کسی شہر میں چلے جاؤتمہاری چاہت کی چیزیں تمیں مل جائیں گی۔ (انجام کار) ان پر ذلت اور محتاجی مسلط کر دی گئی۔ اللہ کا غضب لے کروہ لوٹے۔ یہ اس لیے کہ وہ اللہ تعالی کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے (اور ان باتوں کا سبب یہ تھا) کہ وہ اللہ کے نافر مان اور (حدود شریعت سے) تجاوز کرتے تھے۔
- بے شک جولوگ ایمان لائے اور جو یہودی اور عیسائی اور صابی ہوئے ، ان میں سے جو کوئی بھی اللہ
   (کے احکام) پر اور آخرت کے دن پر ایمان لا یا اور اچھے عمل کئے توالیسے لوگوں کو اپنے رب کے ہاں
   سے اجرعطا ہوگا۔ اور ان پر نہ تو کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ ہی وہ کسی غم میں مبتلا ہوں گے۔

#### تفسير وتشريخ:

و ظلگانیاً: یہ بنی اسرائیل پر ہونے والے ایک انعام کاذکر ہے بنی اسرائیل کا اصلی و طن شام تھا، سید نا یوسف کے زمانے میں وہ مصر میں آگر آباد ہوئے، فرعونیوں کی غرقابی کے بعد انہیں تھم ہوا کہ قوم عمالقہ جوان کے ملک شام پر قابض ہے اپناو طن آزاد کرانے کے لیے ان سے جہاد کرو۔ بنی اسرائیل بزدل اور ڈر پوک نکلے اور لڑنے سے انکار کر دیا، اس پر اللہ تعالی نے ان کو سزاد کی کہ چالیس سال تک سر گردان و جیران پھرتے رہیں گے۔ اکثر مفسرین کا خیال ہے میدان تیہ میں رہے اور انہیں باہر فکنے کاراستہ نہیں ملتا تھا۔ مگر سوچنے کامقام یہ ہے کہ اگر داستہ نہیں ملتا تھا، تو بنی اسرائیل نے جب غلہ اور ترکاری کامطالبہ کیا تھا تو انہیں کہا گیا: "اِلْهِ بِطُوْا مِصْدًا ۔ کسی قربی بستی میں اتر پڑو" کا پھر کیا مطلب۔ صبحے بات یہ ہے کہ صحر ائے سینا میں بنی

اسرائیل پنچ، جہال نہ سامیہ تھا، نہ پانی نہ کھانے کے لیے بچھ سامان ،اللہ رب العزت نے دھوپ کی تپش سے بچاؤ کے لیے بچاؤ کے لیے بادلوں کاسامیہ کردیا، کھانے کے لیے مفت میں تر نجبین اور بٹیرے عطا کر دیے اور پتھرسے بارہ چشمے جاری کر دیے۔ کیونکہ سیدنالیعقوب کے بارہ بیٹوں کی اولاد بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے تھے ،اسی مناسبت سے سمندر میں بارہ راستے خشک کیے گئے۔

وَاذُ قُلْنَا: اسى ميدان ميں سيدنامو ساگاا تقال ہو گيا، ادھر بنی اسرائيل كے بڑے سركش بوڑھے ختم ہوگئے جنہوں نے جہاد سے انكار كيا تھا، اب سيدنايو شع بن نون عليه السلام نبوت كے منصب پر فائز ہوئے۔ انہوں نے نئى پود كو قوم عمالقہ كے خلاف جہاد پر آمادہ كيا اور ملك شام فتح كر ليا۔ بعد از ال بنی اسرائيل كوبيت المقدس ميں داخل ہونے كا حكم ديا گيا كہ تكبريوغرور سے نہيں عاجزى سے داخل ہونا ہے۔ اور داخل ہوتے وقت تمہارى زبان پريه وظيفه ہونا چاہيئے كہ "مولا! ہمارى مغفرت فرما"۔ انہوں نے ہمارے حكم سے سر تانی كى، اكر كرداخل ہوئے اور كہا: "د ہمار اسوال تو گندم كے بارے ميں ہے"۔ د جُورًا سے مراد طاعون كى بارے ميں ہے"۔ د جُورًا سے مراد طاعون كى بارے ميں ہے "۔ د جُورًا سے مراد طاعون كى بارے ہيں ہے۔

وَادْ قَتَلْتُمْد: من وسلویٰ کے بدلے میں کن چیزوں کا مطالبہ ہور ہاہے؟ الله کی نعتوں کی ناشکری اس کانام ہے۔ مِصْرًا سے مراد قریب کا کوئی شہرہے۔

ضُرِ بَتْ عَلَيْهِمْ: اس قوم پررب نے انعامات کی بارش برسائی مگر اپنی ناشکر یوں کی بناپر اللہ کے عضب کے مستحق تصبر سے اور ذلت و مسکنت ان پر مسلط کردی گئی۔

**ذٰلِ کَ بِأَنَّهُمُ**: یه غضباله کاور ذلت کاسبب بیان ہور ہاہے۔آیات الهیٰ کاانکار ، داعیانِ حَق کا قتل ،اللہ کی تھلیِ نافر مانی اور حدود اللہ سے تجاوز۔

# غنيمت جانو

اداره

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللَّهِ عَنْهُمَا قَالَ وَاللَّهِ عُلَا اللَّهِ عَلَى اللَّهِ عَلَى اللَّهِ عَلَى اللَّهِ عَلَى اللَّهِ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللْهُ عَلَى اللْهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى الللْهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللْهُ عَلَى الللْهُ عَلَى الللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى الللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى الللّهُ عَلَى الللّهُ عَلَى الللّهُ عَلَى الللّهُ

(۱) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے (۲) صحت کو بیاری سے پہلے (۳) خوشحالی کو ننگ دستی سے پہلے (۴) فراغت کو مشغولیت سے پہلے اور (۵) زندگی کو موت سے پہلے۔

تش ری : یہ حدیث فکر مند بناتی ہے کہ آدمی نیک انھال کرنے میں نال مٹول کارویہ اختیار نہ کرے بلکہ جو حالات اور جو وسائل بھی حاصل ہوں آخرت کے لیے سرگرم عمل ہو جائے۔ آج جو حالت ہے ہو سکتا ہے کل وہ نہ رہے۔ آج جو حاصل ہے اس کو غنیمت سمجھے اور کل کے انتظار میں آج کا میسسر موقع ہر گزنہ کھوئے ، ہو سکتا کہ کل وہ موقع حاصل ہے اس کو غنیمت سمجھے اور کل کے انتظار میں آج جو جو ان ہو اہے کل لاز ما سے اُدھیر بھی ہو ناہے۔ صحت کے ساتھ بیاری بھی گئی ہوئی ہے ، پھی نہیں کہا جاسکتا ہے کہ کب تک صحت حاصل ہے اور کب کوئی بیاری آجائے یا خدانہ خواستہ کوئی حادثہ پیٹی آجائے اور آدمی معذور ہو جائے۔ دولت بھی آئی جائی جی جرہے آج آگر خو شحائی ہے اور مال ودولت کی فراوائی ہے تو کوئی ضاخت نہیں کہ یہ دولت ہمیشہ حاصل رہے گی۔ آج آگر موقع اور فرصت حاصل ہے تو ہو سکتا ہے کہ کل ایسی کسی مشغولیت میں آدمی بھش جائے کہ لمحہ بھر موقع عمیسر نہ آئے اور پھر موت تو ہر وقت سر پر منڈ لار بی ہے۔ مر نا بہر حال ہر شخص کو ہے اور کسی کو پچھ آدمی خبیں معلوم کہ اس کی مہلت عمل کئی ہے۔ اس لئے آج جو نیکی کمانے اور عمل کرنے کا موقع حاصل ہے خبیں معلوم کہ اس کی مہلت عمل کئی ہے۔ اس لئے آج جو نیکی کمانے اور عمل کرنے کا موقع حاصل ہے اس کے جو بچھ آدمی کہ صلی ہے دو آج می کر دے اور اپنی آخرت بنانے کی فکر سے کسی لمحے غافل نہ



پیرس کے ایک جریدے نے پیغیر ملڑ گئی کے کارٹون چھاپے،اس توہین رسالت پر بعض لوگوں نے جریدے کے دفتر پر جملہ کرکے ۱۲ آدمی ہلاک اور بہت سے زخمی کر دیے۔اس پر مغرب میں کہرام چھ گیااور مچنا چاہیے تھا۔۔۔ دنیا ہماری طرح بے حس اور بے غیرت تھوڑی ہے کہ امریکہ نے عراق وافغانستان میں لاکھوں مسلمان مار دیے اور کوئی اسے لوچھنے والا نہیں۔ خود پاکستان میں ۵۵ ہزار افراد مار دیے اور کوئی لوچھنے والا نہیں ۔خود پاکستان میں ۵۵ ہزار افراد مار دیے اور کوئی ہوچھنے والا نہیں کہ کس نے مر وائے اور کس نے مارے ؟اس خون خاک نشیناں کاذمہ دار کون ہے ؟اور قاتل کہاں ہیں؟ یورپ وامریکہ سے چالیس سر براہان مملکت جمع ہوگئے اور اہل پیرس سے ہمدر دی کی اور مسلمان دہشت گردوں کی سخت ترین فدمت کی۔

فرانس کے شہر پیرس میں اظہار رائے کے تحفظ کے لیے ہونے والا پیجہتی کا مظاہر وایک معمول کا واقعہ نہیں۔ یہ لوگ کسی سے یک جہتی کے لیے جمع نہیں ہوئے تھے بلکہ یہ اس اتحاد کا آغاز ہے جس نے ایک دن پوری مسلم امت کے خلاف جنگ میں کو دنا ہے۔ ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے حکمر ان پیرس کی سڑکوں پر ایسے مار پی کرر ہے تھے جیسے آج سے چند صدیاں پیشتر پورپ کی گلیوں میں صلیبی جنگوں میں جانے والے رضا کا رلوگوں کے جلوس، پُر جوش تالیوں میں شہر وں کے گلی کوچوں میں سے گزرا کرتے تھے۔ کیا یہ سب چھ آنے والے زمانوں کا پیش خیمہ ہے جس کی بشارت سید الانبیاء ملٹر گیا آئم نے دی ہے، فرمایا: "پھر رومی اپنے بادشاہ سے کہیں گے کہ ہم عرب والوں کے لیے آپ کی جانب سے کا فی ہیں۔ چنا نچہ وہ ایک عظیم جنگ کے لئے اکتھے ہوں گے اور اس کے اور اس کے اور اس جونا نچہ وہ ایک عظیم جنگ کے لئے اکتھے ہوں گے اور اس کے اور اس جونا ٹی ہوں

یہ جنگ کب بر پاہونی ہے،اس کاعلم صرف اور صرف اللہ کی ذات کو ہے۔ لیکن دنیامیں چھڑنے والی جنگوں کا آغاز اگر دیکھیں توان کے پس منظر میں آپ کواسی طرح کے واقعات نظر آئیں گے۔ کوئی معمولی سا واقعہ جنگ کا بہانہ بنتا ہے اور جنگ شر وع ہو جاتی ہے۔ جنگ کے بادل حیوث جاتے ہیں، لاکھوں لوگ قتل ہو

جاتے ہیں، ہزاروں گھر ہر باداور شہر کھنڈر بن جاتے ہیں۔کسی کے سینے پر فتح کاتمغہ سجتاہے اور کسی کے سر پر ذلت کاتاج۔اس سارے کھیل کے ختم ہونے کے بعد جب لوگ اطمینان کاسانس لیتے ہیں، تو کہانیاں منظر عام پرآنے لگتی ہیں۔ یہ تو فلاں ملک کی سازش تھی ، یہ آگ تو جان بو جھ کر لگائی تھی۔ یہ سب توایک جھوٹے پرا پیگنٹرے کی وجہ سے ہوا۔اس جنگ سے تو فلال نے اپنامفاد حاصل کرنا تھا۔ پیرس کے ایک غیر مقبول جریدے کے قتل کئے جانے والے چند صحافیوں اور کارٹون بنانے والوں کوایک ایسی تحریک کی شکل دیناجو پوری دنیا کودوخیموں میں تقسیم کر دے، بیرا یک ایساواقعہ ہے جس کی گردسے عالمی جنگ کے شعلے اٹھتے نظر آرہے ہیں۔ یہ صرف یک جہتی کا مظاہر ہ نہیں بلکہ آنے والے خو فناک د نوں کا آغاز ہے۔ دوسری طرف مسلمانان عالم کاحال بھی ملاحظہ ہوں کہ دنیامیں 💎 🕒 مسلم ممالک ہیں۔ یونے دوارب کی آبادی، لا کھوں کی فوج، سٹر میجک پوزیشن کا محل و قوع، تیل، پٹ سن، ربڑ میں اجارہ داری۔۔۔لیکن کسی ایک مسلم مملکت کے تھمران کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ بولے ،اس دہشت گردی کی مذمت کرے اور ادب سے پوچھے ذرابیہ تو بتایئے کہ ان جنونیوں نے حملہ کیوں کیا تھا؟آپ کا حق آزادی اظہار سر آ تکھوں پر لیکن پونے دوارب مسلمانوں کے محبوب رہنماکا شمسخراڑانا کیوں ضروری ہے؟ اگر ۵۵ مسلم ممالک کے سربراہ استھے ہو کرا قوام متحدہ کی عمارت کے باہر احتجاج کریں اور پورپ وامریکہ اور اقوام متحدہ سے سوال پوچھیں تود نیا کو سوچناپڑے گا! کیکن اس مسلے پر غور کرنے کے لئے ۵۷ ممالک کے سربراہ اکٹھے کیوں کر ہوں۔اہل مغرب بڑے سمجھ داراور ہوشیار ہیں۔انہوں نے اس کا انظام پہلے سے کرر کھاہے، سعودی عرب کے ذریعے اسلامی کا نفرنس تنظیم (OIC) کو گہری نیند کے انجکشن دے کر سلادیا گیاہے اور مسلمانوں حکمر انوں کی اکثریت امریکہ کی غلام ہے یا کم از کم مغرب کی ذہنی غلام ضرور ہے۔ایسے میں عالم اسلام حرکت میں کیول کرآئے؟ آه! آج ہماری بے دین، بے عملی، بے حسی اور بے حمیتی نے ہمیں بید دن د کھایا ہے کہ پونے دوارب مسلمانوں کے محبوب پیغیبر کانمسنحراڑا پاجاتاہے اور کوئی بولٹا نہیں۔ کوئی پوچھنے والا نہیں اور جو بولے وہ دہشت گرد کھیرے۔

اہلِ مغرب توپندرہ لاکھ کی تعداد میں جع ہوئے اور اُن کے چالیس سربراہان مملکت اُن کی قیادت کررہے تھے جن میں شاید مصلحاً ہمارے و و تین بھی شامل تھے اور وہ سب مل کر پوری یک جہتی کے ساتھ اس بات پر احتجاج كررب من كم كري المنافية في كالتناخلية كالتناخل عن الله المنافية الله المائية ال پاکستان میں ملین مارچوں کے دعوے کرتے رہتے ہیں جن میں لو گوں کی تعداد ملین کے دسویں ھے کے برابر

نہیں ہوتی۔انہوں نے ملین مارچ کادعویٰ کیالیکن اُن کی کال پر ڈیڑھ ملین لوگ سڑکوں پر نکل آئے۔ہم نے یہاں گتا خانہ خاکوں پراحتجاج کرتے ہوئے اپنی اپنی جماعتوں کے حجنڈے اُٹھا کریہ جلوسیاں اور ریلڑیاں نکالیں۔ہم اس نازک موقع پر بھی اسلام کے نام پر اور ناموس رسول ملٹھ اُلیّا ہم کے نام پر اکٹھے نہ ہوسکے۔ کفروالوں نے اَلْکُفُورُ مِلَّةً وَاحِدَة کاساں دکھادیالیکن ہم عشق رسول ملٹھ اُلیّا ہم کے دعوے دار مسلمان ملت واحدہ ہونے کا منظر نہ دکھا سکے۔

اے اہل سنت والجماعت والو، اے سُنی اتحاد کو نسل والو، اے جماعت الدعوہ والو، اے جماعت اسلامی والو، اے جماعت اسلامی والو، اے جمعیت علمائے اسلام والو اور پاکستان والو، اے توحید یو، اے دیو بندیو، اے بریلویو، اے ناموس رسالت ملٹھ اَلیّہ کی رسالت ملٹھ اَلیّہ کی اسلام اللہ ملٹھ اللّہ ملٹھ اُلیّہ کی عزت و ناموس پر اکتھے ہو کر اسلام اور پاکستان کا حجنٹہ ااُٹھا کر ہم زبان اور ہم قدم ہو کر ملین مارچ کر کے وکھاتے تاکہ ان کو بھی ہمارے غم و غصہ کی آئے محسوس ہوتی۔

یقینا ہم اللہ اور رسول طرفی آریم کے ہاں شر مندہ ہیں کہ آپ طرفی آریم کی شان اقد س کے خلاف دشمن کے گستا خانہ عزائم اور کھلے اقدامات بھی ہمیں اکٹھانہ کر سکے۔ہم مسلمان کتنے بدبخت ہو چکے ہیں۔ گستا خانہ عزائم اور کھلے اقدامات بھی ہمیں اکٹھانہ کر سکے۔ہم مسلمان کتنے بدبخت ہو چکے ہیں۔ یا اللہ ہم پر رحم فرما اور ہمارے رہنماؤں کو ہدایت عطافر ما۔ آمین



## مجھے پڑھیے

''مجلہ تبلیخالقرآن'' محض رسالہ نہیں بلکہ یہ اصلاح عقائد واعمال، تطبیر قلب، تعمیر فکر و کر دار ، تعلیم و تربیت اور دعوت وا قامت دین کی ایک تحریک ہے۔ دین کے اس عظیم مقصد اور مشن میں ہمار اساتھ دیتے ہوئے''مجلہ تبلیخ القرآن'' کے خود بھی قاری بنیں اور دوسروں کو بھی اس کے پڑھنے کی دعوت دیں۔ اللہ کی توحید کامسلہ ایساہے جس میں بہت سی قومیں گر اہ ہوئی ہیں،اسی لئے انبیاء علیہم السلام کی دعوت اور تعلیم کا یہ خاص موضوع رہاہے اور قرآن مجید میں اور رسول اللہ ملٹی آئی ہے ار شادات میں تواس مسلہ کی ایسی پنجمیل اور تفصیل بیان کی گئی ہے کہ کوئی گوشہ نہیں چھوڑا گیا۔ قرآن پاک میں اور رسول اللہ ملٹی آئی ہم کی اصادیث میں اس بارے میں جو کچھ فرمایا گیا ہے اُس کو سمجھنے کے لئے پہلے ایک بات سے سمجھ لینی چاہیئے کہ شرک میں وہی شخص گر فقار ہوتا ہے جس کو اللہ تعالی کی صفات کا صبحے علم نہیں ہوتا اور جس کو صفاتِ الٰمی کا صبحے علم نہیں ہوتا اور جس کو صفاتِ الٰمی کا صبحے علم ہوجائے،اُس سے کبھی شرک سرزد نہیں ہو سکتا۔

مثلاً جو شخص سے یقین رکھتا ہے کہ اللہ ہی پیدا کرنے والا ہے،اللہ ہی پالنے والا ہے،اللہ ہی رزق دیتا ہے،
اللہ ہی اولاد دیتا ہے،اللہ ہی مار تااور جلاتا ہے،اللہ ہی تندرست اور بیار کرتا ہے،اللہ ہی امیر یاخریب بناتا ہے،
غرض اس دنیا میں جو کچھ بھی ہوتا ہے،سب اللہ ہی کے حکم سے اور اُسی کے کرنے سے ہوتا ہے،سب اُس کے
محتاج بیں اور وہ کسی کا بھی محتاج نہیں ہے، توجو شخص اللہ تعالیٰ کی ان صفات پریقین رکھتا ہو، ظاہر ہے وہ نہ اللہ
کے سواکسی سے اپنی حاجتیں مانے گا،نہ کسی کی عبادت کرے گا،نہ کسی کو راضی اور خوش کرنے کے لئے
نذریں اور منتیں مانے گا۔

#### بيان توحيد كاايك طريقه:

قرآن پاک اوراسی طرح رسول الله طرفی آیا کم احادیث میں بھی توحید کو سمجھانے اور دل میں بٹھانے کے لئے ایک طریقہ یہ اختیار کیا گیاہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو تفصیل سے بیان کیا گیاہے تاکہ بندے یہ جان لئے ایک طریقہ یہ اللہ کا ایس میں یہ سب صفین موجود ہیں توبس وہی بندگی اور عبادت کے لائق ہیں، کہ جب اللہ کی ایسی شان ہے اور اس میں یہ سب صفین موجود ہیں توبس وہی بندگی اور عبادت کے لائق ہے۔ قرآن پاک کے اس طریقہ تعلیم اور طریقہ بیان کو سب سے پہلے آپ سورة فاتحہ میں دیکھئے! پہلے بندوں سے کہلوایا گیا:

ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ٥ الرَّحْلْنِ الرَّحِيْمِ ٥ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنَ-

ہر قسم کی حمد و ثنا، اُسی اللہ کے لئے ہے جو ساری کا تئات کار ب اور پر ور د گار ہے ، بڑی رحمت والا اور مہر بان ہے ، انصاف کے دن کا مالک ہے ، یعنی ایک آنے والے دن میں اصلی جز ااور سز او ہی دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بیر صفات بیان کر اکے آگے کہلایا گیا کہ :

اِیّاک نَعْبُلُ وَإِیّاک نَسْ عَمِیْنُ٥

یعنی جب اللہ تعالیٰ ہی رب اور پالنے والا ہے اور ہماری زندگی کی ساری ضرور تیں وہی مہیا کر تاہے اور وہ بڑی رحمت والا اور نہایت مہر بان بھی ہے ، اور ان صفات جمال کے ساتھ وہی آخرت والی زندگی میں جزااور سزا دینے والا صاحب جلال و چبر وت حاکم بھی ہے ، توبس پھراُسی کی عبادت ہم کریں گے اور اپنی ضرور توں اور حاجتوں میں صرف اُسی سے مدد مانگیں گے۔

بيان توحيد كادوسر اطريقه:

اور کہیں بیان توحید کے لئے بیہ طریقہ اختیار کیا گیاہے کہ پہلے توحید کاذکر کیا گیااور بیہ بیان فرمایا گیا کہ اللہ ہی عبادت اور بندگی کے لا کُق ہے اور بس وہی اللہ اور معبود ہے اور اس کو بطور دلیل اور سند کے اللہ کے شان اور صفات بیان کی گئی، مثلاً آئیت الکرسی میں پہلے فرمایا گیا:

> اَللَّهُ لَا إِلهَ إِلاَّهُ هُوَ (الله ك سواكونَى عبادت اور بندگى ك لا نُق نهيں) اورآگ اس كى صفات اور اس كى شان كواس طرح بيان فرما يا كيا:

اُن سے غائب اور او جھل ہے وہ اُس سے بھی واقف ہے اور مخلو قات اور بندوں کے علم کاحال یہ ہے کہ اللہ کے بہنیت علم میں سے وہ کسی چیز کو بھی پوری طرح نہیں جان سکتے ،الا یہ کہ کسی چیز کاعلم وہ خود ہی اُن کو دینا چاہے ، تو وہ بس اسی کو اور اسکے بتانے کے بفتر رہی جان سکتے ہیں۔آگے فرما یا گیا ہے: وسلح گُرُ سِرِی اُن کو دینا چاہے ، تو وہ بس اسی کو اور اسکے بتانے کے بفتر رہی جان سکتے ہیں۔آگے فرما یا گیا ہے: وسلح گرُ سِری اُللہ اُن کے اللہ اُن کے خوامت زمین وآسان کی السّد اور اُن کے تفاشہ سے وہ تھکتا نہیں اور وہ اون نجی شان والا، بڑی عظمت والا ہے۔ وسعتوں پر چھایا ہوا ہے اور اُن کے تفاشے سے وہ تھکتا نہیں اور وہ اون نجی شان والا، بڑی عظمت والا ہے۔ حیسا کہ آپ نے دیکھا اس آیت الکرسی میں پہلے تو حید کاذکر گیا: (اللّٰهُ لَا اِللّٰهُ لَا اِللّٰهُ لَا اِللّٰهُ لَا اِللّٰهُ لَا اِللّٰهُ اَلا اِللّٰهُ اَلَّٰ اللّٰهُ لَا اِللّٰهُ اِلا اِللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اِللّٰهُ اللّٰہُ اِللّٰهُ اللّٰهُ اِللّٰهُ اللّٰهُ اِللّٰهُ اِللّٰهُ اِللّٰهُ اِللّٰ اللّٰہُ اِللّٰهُ اِللّٰهُ اِلللّٰهُ اِللللّٰهُ اِللّٰهُ اِللّٰهُ اِللّٰهُ اِللللّٰهُ اِللّٰهُ اِللّٰهُ اِللّٰهُ اِللّٰهُ اِللّٰهُ اِللللّٰهُ اِللّٰهُ اِلللّٰهُ اِللّٰهُ اِللّٰهُ اِللّٰهُ اِللّٰهُ اِللّٰهُ اِللّٰهُ اِلللّٰهُ اِللّٰهُ اِللّٰهُ اِللّٰهُ اِللّٰهُ اِللّٰهُ اِللّٰهُ اِللل

جیسا کہ آپنے دیکھااس آیت الکرسی میں پہلے تو حید کاذکر کیا: ( اللّهُ لَا إِلَهُ اِلاَ هُو) اوراس کے بعد اللّٰہ کی وہ شان اور وہ صفتیں بیان کی سنیں جن کے جاننے کے بعد آد می خود بخو داس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ صرف بہی ہستی الہ و معبود ہے اور عبادت اور بندگی اسی کا حق ہے۔

اسى طرح سورة اخلاص ميں پہلے الله تعالیٰ کی وحدانیت بیان فرمائی گئی:

''قُلُ هُوَ اللَّهُ أَحَلُّ '' يعنى كهواور اقرار كرو، كه وه الله ايك ب، يكتاب اوراس كے بعداس كى وه صفات بيان كى گئيں جن كو جانے كے بعد آدمی خوداس نتيجه پر پېنچتا بے، فرما ياگيا: " اَللَّهُ الصَّمَدُ '' يعنى الله بين الله علاوه سارے موجودات اس كے محتاج ہيں۔ " لَمْ يَكِلُ وَلَمْ بِي اللهِ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهِ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهُ عَلَى اللهِ عَلَى اللهُ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهِ عَلَى اللهُ عَلَى اللهِ عَلَى اللهُ عَلَى

ان چھوٹے چھوٹے جملوں میں اللہ کی جوشان اور صفت بیان کی گئی ہے اسکو جانئے کے بعد آدمی خود بخو دیہ سمجھ سکتا ہے کہ الہ اور معبود بننے کے لائق صرف یہی ذات ہے جسکی شان ہہ ہے کہ وہ کسی کا مختاج نہیں اور سب اسکے مختاج ہیں، اور نہ کوئی اس کی جنس ہے اور نہ کوئی اس کے مانند اور ہمسر ہے۔ یہ ہم قرآن مجید کے بیان توحید کے متعلق ایک اصولی بات کہی ہے، اس سے توحید اور قرآن مجید کے توحید کے ایک راستہ کھل جاتا ہے۔ [دین و شریعت: ۳۵]

#### دين اور آخرت كاغم

جس شخص نے اپنے سارے عموں کو ایک غم بنالیا ( یعنی ) دین وآخرت کا غم ، تواللہ تعالیٰ اس کے دنیا کے عموں کے لیے کافی ہو جائے گا۔ [مقلوۃ المصائح]

## مریک داعیانہ تؤپ اور اضطراب کے بنیادی محرکات اور اسباب

### مولاناعب دالبارى راسشه

ایک دائی متن کابنیادی وصف جس کی بدولت وہ اپنے مقصد میں کامیابی تک پہنچ سکتا ہے، وہ فکر و
اضطراب اور تؤپ ہے، جسکے سبب حق کے دائی کے ذہن پر م روقت یہ فکر سوار رہتی ہے اور وہ اس غم میں
وُ وہتارہتا ہے کہ محسی طرح اللہ کی مخلوق کو ذلت اور تباہی سے نکال دیں اسی فکر واضطراب اور تؤپ کی
بدولت جب وہ سوچتا ہے کہ شرک و معصیت اور گراہی کی طرف لیکنے والے اور انجام کار جہنم کی لیبیٹ میں
آنے والے نادان لوگ اسی جیسے انسان ہیں۔ اسی کی طرح گوشت پوست کے بنے ہیں، اس کی طرح تکلیف
وراحت کا احساس رکھتے ہیں تو وہ انکی محبت میں تؤپ اٹھتا ہے اور در د مندی کے جذبات سے بے چین ہو کر
انکواس ہولناک انجام سے بچانے کے لئے اپناسکون و آرام قربان کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔

بے انتھاء محنت ، سلسل جدو جہد شفقت اور محبت اور پر سوز دعاؤں کے ساتھ وہ ان کو دائی تاہی اور جہنم کی آگ سے بچانے اور اپنے رب کے قد موں میں لاڈ النے کے لئے سرگرم رہتا ہے۔ اللہ کے مخلوق کو جہنم کی آگ سے بچانے کی ایسی فکر اور تؤپ جب کسی دائی کے دل میں پیدا ہو جاتی ہے تو وہ اپناسب کچھ، ذہنی و فکری صلاحیتیں، بہترین جسمانی قوتیں، مال و دولت اور زندگی کے سارے قیمتی او قات اپناس مقصد کے لئے بے در لیخ قربان کرنے کو مروقت تیار رہتا ہے اور اس دنیا میں کسی سے بھی اپنی بے مثال قربانیوں اور کا و شوں کا اجر اور عوض نہیں چاہتا۔ صرف اللہ کی رضا کے لئے اپناسب کچھ صرف کرتا ہے جسکے نتیج میں کچھ عرصہ بعد اسکی محنت برگ آور ہو جاتی ہے اور اللہ کی مخلوق اسکی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے دائی میں اور بر بادی سے بچ کر ہمیشہ کی راحت اور سکون کے مستحق بن جاتے ہیں۔

تمام انبياء عليهم الصلاة والسلام عموماً اور خصوصاً خاتم الانبياء سيدنا محمد الرسول الله عليه الصلوة والسلام عمو و و تقى اور آپ الطور آلي المعلور آلي المال معلى المعلور آلي المال معلى الله تعالى الله تعالى كي المرب الله تعالى كي المرب المورد الله المعلور المعلى المال المورد الله المعلق المورد الله المعلور المورد الله المعلى المورد الله المعلى المعلى المورد الله المعلى المعلى المعلى المعلى المعلى المعلى المورد الله المعلى ال

ڈالے گااپنی جان کواس کے چیچے اگر وہ نہ مانیں گے اس بات کو پچتا پچتا کر۔" اسی طرح انبیاء کرام علیہ السلام کے بعد بھی جتنے داعیان حق امت میں گزرے ہیں مخلوق خدا کو ذلت ورسوائی سے نکا لنااور دائمی تباہی سے بچانا ہی ان کے مد نظر ہوتا اور مقصد (دعوت) میں اٹکی کامیابی کااصل راز اور بنیادی وصف (سبب) یہی داعیانہ تڑپ واضطراب ہوتا۔

یہ تؤپ اور اضطراب ایک داعی کے دل میں کیسے پیدا ہو تا ہے تواس کے لیے چند بنیادی محر کات اور اسباب ہیں، دعوت کے میدان میں جن کی حیثیت انسانی جسم میں روح جیسی ہے اور داعیانہ کر دار کی ساری د ککشی اور کامر انی انہیں کی ہدولت ہے۔

#### (۱) فریضه وعوت کاشد بدترین احساس (احساس ذمه داری):

دائ حق الله کی زمین پرسب سے زیادہ ذمہ دار انسان ہوتا ہے اسلے کہ وہ کا نئات کی حقیقت (کہ صرف الله ہی بندگی اور غلامی کا مستحق ہے) کو جانتا ہے اور اسی عظیم حقیقت کو تسلیم کرنے کی طرف انسانوں کو بلاتا ہے۔ اس لئے داعیانہ تڑپ واضطراب کااولین محرک اور پہلا سبب اپنی اسی ذمہ داری کا شدید ترین احساس ہے، جو ہمہ وقت ایک داعی کو تبلیغ حق کے لئے تڑ پاتا رہتا ہے، اور اسی کی بدولت اسے اپنے مقصد سے سچا عشق پیدا ہو جاتا ہے پھر وہ ہر وقت اسی دھن میں رہتا ہے۔ ہر لحظہ اپنے رب کو خوش کرنے کے لئے بھٹے خوش میں رہتا ہے۔ ہر لحظہ اپنے رب کو خوش کرنے کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ فریضئہ دعوت یا اپنی ذمہ داری کا احساس ہی ایک ایساسب ہے جو دائی حق کو چین سے بیٹھنے نہیں دیتا۔

اسی احساس ذمہ داری کی بدولت داعی کے دل میں یہ یقین رائخ ہو جاتا ہے کہ اللہ کے بندوں کا نصب العین اگر کوئی ہو سکتا ہے تو صرف یہ کہ وہ اللہ سے پچھڑے ہوئے بندوں کو اللہ کی طرف بلائیں اور ملائیں، اس کے فرمانبر داری اور اطاعت گزار بنائیں اور انہیں صرف اللہ کی رضاکے لئے جینا اور مرنا سکھائیں۔

### (٢) رضائ الهي كے حصول كاب فنا شوق:

داعیانہ اضطراب اور تؤپ کا دوسر ابنیادی محرک رضائے البی کے حصول کابے فنا شوق ہے۔ دراصل عمل کے کئی محرک اور اسباب ہو سکتے ہیں، بسااو قات پھر م رسبب اور محرک بے اثر بلکہ فنا بھی ہو سکتا ہے لیکن اللہ کی خوشنودی کا شوق اور جذبہ ہی ایک ایساز ندہ محرک ہے جسے کبھی فنا نہیں، یہی شوق، داعیانہ کو ششوں اور سرگر میوں کا اصل سرچشمہ ہے۔ گویا کہ ایک داعی کا اصل نصب العین ہی رضائے الہی کا

حصول ہے جبکہ دعوت اور تبلیغ اس کا ایک واسطہ اور ڈربعہ ہے۔ظام ہے کہ جب ایک داعی رضائے الہی کو اپنا نصب العین بنائے تو وہ ضرور دعوت میں مخلص اور اپنے کام میں مگن رہے گا۔

#### (m) انسانیت کی خیر خوابی کا سچا درد:

داعیانہ اضطراب اور تؤپ کا تیسر ابنیادی محرک اور سبب ایک داعی کے دل میں انسانیت کا سچاد رد اور انکی خیر خواہی ہے۔ گراہ بندل کے غم میں گھلنا، انکی گمراہیوں پر کڑھنا اور ان کو اللہ کے غضب اور جہنم کی آگ سے بچانے کے کئے تڑپنا اور ان کی ہدایت کے لئے غیر معمولی حرص اور ان کی خیر خواہی چاہنا ایک داعی کی داعیانہ زندگی کا وہ جو ہر ہے جسکی ایک رمق بھی اگر کسی داعی کو نصیب ہو جائے تو پھر وہ ہر لمحہ اسی فکر میں رہے گا کہ اللہ کی مخلوق کو ہمیشہ کی تباہی اور ذلت سے کیسے نجات دلایا جائی اور کیسے اپنے رب سے انکا تعلق استوار ہو جائے۔

#### (٣) فلاح آخرت كي غير معمولي فكر:

داعیانہ جذبہ میں جان ڈالنے والا اور اس کو ثبات بخشے والا چو تھا ہم ترین محرک اور سبب فلاح آخرت
کی غیر معمولی فکر ہے یہی فکر انسان کا اصل مقصد اور اسلام کی جان ہے۔ اس کی خاطر اللہ تعالی نے کتابیں
نازل فرمائیں اور اسی کی خاطر اپنے رسول بھیجے۔ آخرت کی فلاح اور کامیا بی کا جو تصور اسلام نے دیا ہے اس
کا خلاصہ یہ ہے کہ آ دمی جہنم سے نجات پا جائے اور جنت کی بے بہا نعمت و سکون سے سر فراز ہو جائے۔
آخرت میں انسانی زندگی بالیقین دوا نجاموں سے دو چار ہوگی یا دائی سکھ اور اللہ کی رضا ہوگی یا دائی
د کھ اور اللہ کا غضب ہوگا۔ اس حقیت پر یقین رکھنے والا اور اس فلاح کی فکر کرنے والا داعی یہ کیسے گوارا کر
سکے کا کی اس جیسے گوشت پوست اور دکھ سکھ کا احساس رکھنے والے انسان اس فلاح اور بے بہا نعمتوں سے
محروم رہیں اور ہمیشہ کی تباہی مول لیں۔

فلاح آخرت کی بہی غیر معمولی فکر ایک واعی کوم وقت بے قرار رکھتی ہےاور وہ مروقت اللہ کی مخلوق کو آ خرت کی دائمی نتابی سے بچانے کے لئے محنت اور جدو جہد کر تار ہتا ہے۔ حاصل میہ کہ یہی چار وہ بنیادی محرکات اور اسباب ہیں جو ایک داعی حق کی داعیانہ زندگی کو اناھیئی حسین اور دلکش بناتے ہیں اور داعی کے دل میں وہ تڑپ اور اضطراب پیدا کرتے ہیں جس پر سکون واطمینان کی ساری متاع قربان ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو دین حق کے صحیح معنوں میں داعی اور نمائندگی کرنے والے بنائیں۔۔۔آمین

## دعوت دین کے جارنا گزیر تقاضے

سيد قطب شهبيد

امت وسط ہونے کی حیثیت سے دعوت دین اور اقامت دین امت مسلمہ کابنیادی فریضہ ہے جولوگ دعوت دین اور علیہ کابنیادی فی سبیل اللہ کے لیے اٹھے ہیں اُن کوان صفات سے متصف ہونا ضروری ہے۔ صب رکاو سسیع مفہوم:

سب سے پہلی صفت جس پر زور دیا گیا ہے وہ صبر ہے۔ صبر کے بغیر خداکی راہ میں کیا کسی راہ میں مجاهدہ خبیں ہوسکتا۔ فرق صرف اتناہے کہ خداکی راہ میں اور قسم کا صبر مطلوب ہے اور دنیا کے لیے مجاهدہ کرتے ہوئے اور قسم کا صبر در کارہے۔ گربہر حال صبر ہے ناگزیر۔ صبر کے بہت سے پہلوہیں۔ ایک پہلویہ ہے کہ جلد بازی سے شدید اجتناب کیا جائے۔ دوسر اپہلویہ ہے کسی راہ میں جدوجہد کرتے ہوئے دشوار یوں اور خالفتوں اور مزاحمتوں کے مقابلے میں استقامت دکھائی جائے اور قدم پیچے نہ ہٹایا جائے۔ تیسر اپہلویہ ہے کہ کوششوں کا کوئی نتیجہ اگر جلدی حاصل نہ ہو، تب بھی ہمت نہ ہاری جائے اور پیم سعی جاری رکھی جائے، ایک اور پہلویہ ہے کہ مقصد کی راہ میں بڑے سے بڑے خطرات، نقصانات اور خوف و طبع کے مواقع بھی اگر پیش آجائیں توقدم کو لغزش نہ ہونے پائے۔ اور یہ بھی صبر ہی کا ایک شعبہ ہے کہ اشتعال انگیز جذبات کے سخت سخت مواقع پر بھی آدمی اپنے ذہن کا تواز ان نہ کھوئے، جذبات سے مخلوب ہو کر کوئی قدم نہ اٹھائے، ہمیشہ سکون صحت، عقل اور شنڈی قوتے فیصلہ کے ساتھ کام کرے۔

پھر تھم صرف صبر ہی کا نہیں، مصابرت کا بھی ہے، یعنی خالف طاقتیں اپنے باطل مقاصد کے لیے جس صبر کے ساتھ سعی رہی ہیں، اسی صبر کے ساتھ آپ بھی ڈٹ کران کا مقابلہ کریں۔ اسی لیے المب ہو وہ السیاسی و صباً بو وہ السیاسی میں دیا گیا ہے۔ جن لوگوں کے مقابلے میں آپ حق کی علم برداری کے لیے المحضے کا داعیہ رکھتے ہیں ان کے صبر کا کیا تناسب ہے ؟ شاید ہم ان کے مقابلے میں ۱۰ فیصد کادعوی کرنے کے قابل بھی نہیں ہیں۔ باطل کے غلبے کے لیے جو صبر وہ دکھا ان کے مقابلے میں ۱۰ فیصد کادعوی کرنے کے قابل بھی نہیں ہیں۔ باطل کے غلبے کے لیے جو صبر وہ دکھا رہے ہیں اس کا اندازہ کرنے کے لیے جنگ عظیم دوم کے حالات پر نظر ڈالیے۔ کس طرح وقت آپڑنے پران لوگوں نے اپنے ان کار خانوں، شہر وں اور ریلوے سٹیشنوں کو اپنے ہاتھوں سے پھونک ڈالا جن کی لتحمیر و تیاری لوگوں نے اپنے ان کار خانوں، شہر وں اور ریلوے سٹیشنوں کو اپنے ہاتھوں سے پھونک ڈالا جن کی لتحمیر و تیاری

میں سالوں کی محنتیں اور بے شارر و پیہ صرف کیا گیا تھا۔ یہ ان ٹینکوں کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہو جاتے ہیں جو فوجوں کواپنے آہنی پہیوں تلے کچل ڈالتے ہیں۔ یہ دشمن کے ان بم بار طیار وں کے سائے میں استقامت سے کھڑے رہتے ہیں جو موت کے پر لگا کر اُڑتے ہیں۔ جب تک ان کے مقابلے میں ہمار اصبر ۱۰۵ فیصد کے تناسب پرنہ پہنچ جائے ان سے کوئی کلر لینے کی جرائت نہیں کی جاسکتی۔ جب سر وسامان کے لحاظ سے ہم ان کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے تو پھر سر وسامان کی کی کو صبر ہی سے پورا کیا جاسکتا ہے۔

دوسری چیز جو مجاهده کالازمه ب،ایار کی صفت ہے۔وقت کا ایثار محنتوں کا ایثار اور مال کا ایثار۔ایثار کے اعتبارسے بھی باطل کا حجنڈ ااٹھانے والی طاقتوں کے مقابلے میں ہم بہت ہی پیچیے ہیں۔ حالا نکہ بے سر وسامانی کی تلافی کے لیے ہمیں ایثار میں بھی ان سے میلوں آگے ہوناچا بیئے گریہاں صورت واقعہ بیہ کہ ایک شخص، بیس، بچاس، سو، ہزار روپے ماہانہ تنخواہ کے عوض اپنی پور ی صلاحیتوں خو داپنے دشمن کے ہاتھ چیج دیتا ہے اور اس طرح ہماری قوم کا کار آمد جوہر بریکار ہو جاتا ہے ، بیر دماغی صلاحیتیں رکھنے والا طبقہ اتنی ہمت نہیں ر کھتا کہ ایک بڑی آمدنی کو چھوڑ کریہاں محض بقدر ضرورت قلیل معاوضے پر اپنی خدمات پیش کر دے۔ پھر فرمایئے کہ اگر بیلوگ اتناایثار بھی نہ کریں گے اور اس راہ میں پینہ مار کر کام نہ کریں گے تو پھر اسلامی تحریک کیسے کھل پھول سکتی ہے۔ ظاہر بات ہے کوئی تحریک محض والنٹیر ز (رضاکاروں) کے بل پر نہیں چل سکتی۔ جماعتی نظم میں والبینٹروں کواُسی درجے کی اہمیت حاصل ہے جیسی ایک آدمی کے نظام جسمانی میں ہاتھ اور پاؤں کوہے۔ یہ ہاتھ اور پاؤں اور دوسرے اعضاء کس کام کے ہوسکتے ہیں، اگران سے کام لینے کے لیے د هر کنے والے دل اور سوچنے والے دماغ موجود نہ ہوں۔ دوسرے لفظوں میں ہمیں والنٹیر زسے کام کے لیے اعلی درجے کے جزنیل چاہمیں۔ مگر مصیبت سے جن کے پاس دل اور دماغ کی قوتیں ہیں وہ دنیوی ترقیوں کے دل دادہ پیں اور مارکیٹ میں اسی کی طرف جاتے ہیں جو زیادہ قیمت پیش کرے۔ نصب العین سے ہماری توم کے بہترین افراد کی وابشگی ابھی اس درجے کی نہیں ہے کہ وہاس کی خاطر اپنے منافع کے امکانات تک کو قربان کر سکیں۔اس ایثار کولے کرا گرآپ بیر تو قع کریں کہ وہ مفسدین عالم جور وزانہ کروڑوں روپیہ اور لا کھوں جانوںا کا ایثار کررہے ہیں ، ہم سے مجھی شکست کھا سکتے ہیں توبیہ چھوٹامنہ بڑی بات ہے۔

مجاهدہ فی سبیل اللہ کے لیے تیسری صفت دل کی لگن ہے۔ محض دماغی طور پر ہی کسی مختص کااس تحریک کو سمجھ لینااوراس پر صرف عقلاً مطمُن ہو جانا، یہ اس راہ میں اقدام کے لیے صرف ایک ابتدائی قدم ہے۔لیکن اتنے سے تاثر سے کام چل نہیں سکتا۔ یہاں تواس کی ضرورت ہے کہ دل میں ایک آگ بھڑک اُٹھے۔زیادہ نہیں تو کم از کم اتنی آگ توشعلہ زن ہو جانی چاہیے جتنی گھر میں غلہ نہ پاکر بھڑ کتی ہے اور آدمی کو تگ ور وپر مجبور کر دیتی ہے اور چین سے نہیں بیٹھنے دیتی۔ سینوں میں وہ جذبہ ہو ناچاہیے جوہر وقت آپ کو ا پنے نصب العین کی وُھن میں لگائے رکھے، دل اور دماغ کو یکسو کر دے اور تو جہات کو اس کام پر ایسام کوز کر . دے کہ اگرذاتی یاخانگی یاد وسرے غیر متعلق معاملات تبھی آپ کی توجہ کواپنی طرف کھنچیںپ بھی توآپ سخت نا گواری کے ساتھ ان کی طرف تھپنیں۔ کوشش کیجیے کہ اپنی ذات کے لیے آپ قوت اور وقت کا کم سے کم حصہ صرف کریں اور آپ کی زیادہ سے زیادہ جدوجہد اپنے مقصد حیات کے لیے ہو۔

جب تک بیردل کی لگن نہ ہو گیاور آپ ہمہ تن اپنے آپ کواس کام میں جھونک نہ دیں گے ، محض زبانی جمع خ چے سے گھ نہ ہے گا۔

بیش ترلوگ دماغی طور پر ہماراساتھ دینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں لیکن کم لوگ ایسے ملتے ہیں جو دل کی لگن کے ساتھ تن من دھن سے اس سے کام میں شریک ہوں۔میرے ایک قریبی رفیق نے جن سے میرے ذاتی اور جماعتی تعلقات بہت گہرے ہیں حال ہی میں انہوں نے دوبرس کی رفاقت کے بعد مجھ سے یہ اعتراف کیا کہ اب تک میں محض دماغی اطمینان کی بناپر شریک جماعت تھا مگراب بیہ چیز دل میں اُتر گئی ہےاوراس نے نہاں خانہُ روح پر قبضہ جمالیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہر شخص اسی طرح اپنے اُوپر خود تنقید کر کے دیکھے کہ کیا ا بھی تک وہ اس تحریک کا محض ایک دماغی رکن ہے یااس کے دل میں مقصد کے عشق کی آگ مشتعل ہو چکی ہے۔ پھرا گردل کی لگن اپنے اندر نہ محسوس ہو تواسے پیدا کرنے کی فکر کی جائے۔ جہاں دل کی لگن ہو تی ہے وہاں کسی تھیلنے اور اکسانے والے کی ضرورت نہیں رہتی۔اس وقت کے ہوتے ہوئے یہ صورت حال مجھی پیدا نہیں ہو سکتی کہ اگر کہیں جماعت کا ایک رکن پیچیے ہٹ گیا یا نقل مقام پر مجبور ہو گیا تو وہاں کا سار اکام ہی چوپٹ ہو گیا۔ بخلاف اس کے پھر تو شخص اس طرح کام کرے گاجس طرح وہ اپنے کو بیار پاکر کیا کر تاہے۔ خدانخواستدا گرآپ کابچہ بیار ہو توآپ اس کی زندگی و موت کے سوال کو بالکلیہ کسی دو سرے پر ہر گزنہیں چھوڑ سکتے۔ ممکن نہیں کہ آپ یہ عذر کر کے اس کے حال پر چھوڑ بیٹھیں کہ کوئی تیار دار نہیں، کوئی دواوالا

نہیں، کوئی ڈاکٹر کے پاس لے جانے والا نہیں۔ اگر کوئی نہ ہو تو آپ خود سب کچھ بنیں گے کیونکہ بچے کسی دوسرے کا نہیں آپ کا اپنا ہے۔ سویتلا باپ تو بچے کو مرنے کے لیے چھوڑ بھی سکتا ہے مگر حقیقی باپ اپنے جگر کے کئرے کو کسے ن چھوڑ دے گا۔ اس کے تودل میں آگ گئی ہوتی ہے۔ اسی طرح اس کام سے بھی اگر آپ کا قلبی تعلق ہو تو اس کو آپ دوسر س پر نہیں چھوڑ سکتے اور نہ یہ ممکن ہے کہ کسی دوسرے کی ناا ہلی، یاغلطروی یا بے توجہی کو بہانہ بناکر آپ اسے مرجانے دیں اور اسپنے دوسرے مشاغل میں جاکر منہمک ہو جائیں۔ یہ سب باتیں اس بات کا پتادیتی ہو تو آپ میں سے ہر شخص اس راہ میں اپنی جان لڑا کر کام کرے۔ سویتلار شتہ ہے حقیقی رشتہ ہو تو آپ میں سے ہر شخص اس راہ میں اپنی جان لڑا کر کام کرے۔

میں آپ سے صاف کہتا ہوں کہ اگر آپ اس راہ میں کم از کم اسے قلبی لگاؤ کے بغیر قدم بڑھائیں گے جتنا آپ این بیوی بچو ل سے رکھتے ہیں تو انجام پسپائی کے سوا بچھ نہ ہو گا اور یہ ایسی بری پسپائی ہوگی کہ مدتوں تک ہماری نسلیں اس تحریک کانام لینے کی جرائت بھی نہ کر سکیں گی۔ بڑے بڑے اقدامات کانام لینے سے پہلے اپنی قوتِ قلب کا اور اپنی اخلاقی طاقت کا جائزہ لیجے اور مجاھدہ فی سبیل اللہ کے لیے جس دل گردے کی ضرورت ہے وہ اپنے اندر پیدا کیجئے۔

منظم اور پیهم سعی:

چو تھی ضروری صفت اس راہ میں ہے ہے کہ جمیں مسلسل اور پہم سعی اور منضبط

(Systematic) طریقے سے کام کرنے کی عادت ہو۔ ایک مدت در از سے ہماری قوم اس طریق کار کی عادی رہی ہے کہ جو کام ہو، کم سے کم وقت میں ہو جائے۔ جو قدم اٹھا یا جائے، ہنگامہ آر انی اس میں ضرور ہو، چو، چاہے مہینہ دو مہینہ میں سب کیا کر ایا غارت ہو کے رہ جائے۔ اس عادت کو ہمیں بدلنا ہے۔ اس کی جگہ بتدر تے اور بے ہنگامہ کام کرنے کی مشق ہونی چاہیے۔ چھوٹے سے چھوٹاکام بھی، جو بجائے نود ضروری ہو، بتدر تے اور بغیر کسی داد کے آپ اپنی پوری عمر صبر کے باکر آپ کے سپر دکر دیا جائے توکسی نمایاں اور معجل نتیجہ کے اور بغیر کسی داد کے آپ اپنی پوری عمر صبر کے ساتھ اس کھیا دیں۔ مجاھدہ فی سبیل اللہ میں ہروقت میدان گرم ہی نہیں رہا کر تا ہے اور نہ ہر شخص اگلی ساتھ اس کو سکی سال تک لگاتار خاموش ہی صفوں میں لڑسکتا ہے۔ ایک وقت کی میدان آر ائی کے لیے بسااو قات پچپیں پچپیں سال تک لگاتار خاموش تیاری کرنی پڑتی ہے اور اگلی صفوں میں اگر ہزاروں آدمی لڑتے ہیں توان کے پیچھے لا کھوں آدمی جنگی ضروریات کے ان چھوٹے چھوٹے کاموں میں گر رہے ہیں جو ظاہر بین نظر میں بہت حقیر ہوتے ہیں۔

دیوبندی کمتب فکر کانذ کرہ کیا جائے تو تین شخصیتوں کانام سب سے پہلے سامنے آتا ہے اور تاریخ انہی تین بزرگوں کو دیوبندیت کانقطر آغاز بتاتی ہے۔امام الطاکفہ حضرت حاجی المداد اللہ مہا جر مکی گو دیوبندیت کے سرپرست اعلیٰ کی حیثیت حاصل ہے، جبکہ حضرت مولانا محمد قاسم نانو توگ اور حضرت مولانار شیدا حمر گنگوہی گئے۔ سے دیوبندیت کے علمی، فکری اور مسلکی تشخص کی ابتداء ہوتی ہے۔ یہ تین شخصیات دیوبندی مکتب فکر کی اساس اور بنیاد سمجھی جاتی ہیں۔

حضرت نانو توی دیوبندیوں کے سب سے بڑے متکلم اور فقیہ اعظم تھے۔ جبکہ ان کے قائم کردہ علمی، فقبی، فکری، روحانی اور سیاسی ڈھانچ میں رنگ بھرنے کاکام شیخ الہند، حضرت مولانا محمود حسن، مولانا خلیل احمد سہار نپوری، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا حسین علی الوائی، مولانا محمد الیاس، مولانا سید حسین احمد ملیل احمد مثانی، مولانا مفتی کفایت الله دہلوی، اور مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری جیسے اکا برنے سرانجام دیا ہے اور ان گلہائے رنگار نگ کے حسین گلدستے کو دنیا ''دیو بند دیت'' کے نام سے یاد کرتی ہے۔

گر ہاری نئی نسل کا المیہ بیہ ہے کہ ان سب بزرگوں کا نام عقیدت واحترام کے دائرہ میں تو سر فہرست ہے، لیکن ان کے تعارف اور افکار و تعلیمات سے باخبر ہونے کی ضرورت محسوس نہیں کی جارہی۔ بلکہ ہم اپنے ماحول میں خود اپنے قائم کر دہ خولوں میں ان شخصیتوں کو بند کرنے کی کو ششوں میں گے رہتے ہیں جس سے نہ صرف یہ کہ دیو بندیت کا صبح تعارف آج کی دنیا کے سامنے پیش نہیں ہوتا بلکہ بہت سے معاملات میں ہم خود بھی کنفیو ژن کا شکار ہو جاتے ہیں۔

دیو بندیت آج کی علمی و فکری دنیا کا ایک اہم موضوع ہے۔ مغرب کی بہت سی یونیور سٹیوں میں دیو بندیت کے علمی و فکری خدوخال اور انسانی معاشر ہے پراس کے اثرات کا جائزہ لیا جارہا ہے اور ایم فل اور پی ایچ ڈی کے مقالات میں انہیں زیر بحث لا یا جارہا ہے۔ مگر خود ہارے ہاں اس محنت بلکہ سوچ تک کا فقد ان ہے اور اگر کہیں اس سلسلہ میں کوئی مجلس یا فورم ہوتا بھی ہے توروا یتی اور جذباتی طرز عقیدت و محبت کے اظہار کے سوا کچھ نہیں ہو تااور ہم اپنے بزر گوں کے فضائل اور مناقب بیان کر کے خوش ہوتے رہتے ہیں کہ ہمیں اپنے بزر گوں کے فضائل اور مناقب بیان کر کے خوش ہوتے رہتے ہیں کہ ہمیں اپنے بزر گوں کے نام یاد ہیں اور ان سے محبت وعقیدت کا اظہار ہمارے معمولات میں شامل ہے۔خاص طور پر دینی مدار س کے اسائذہ کی بڑی تعداد اور طلبہ کی غالب اکثریت میں اس بات کا شعور اور احساس موجود نہیں ہے کہ جن جن بزر گوں کو ہم اپنے تعارف کا ذریعہ بناتے ہیں،اور جن کے نام پر عزت حاصل کرتے ہیں،ان کی علمی و فکری جدوجہد کا دائرہ کیا تھا، طریق کار کیا تھا، معاشر بے پر اس کے اثر ات کیا ہیں،اور آج کے معروضی حالات میں ان سے استفادہ کی صحیح صور تیں کیا ہیں؟

اس پس منظر میں پچھ عرصہ قبل شیخ الہندا کیڈی کے نام سے پچھ نوجوانوں نے اس خلا کوپر کرنے کی ضرورت کااحساس کیااور شیخ الہند حضرت مولا نامحمود حسن دیو بندگ کے حوالہ سے ملک بھر میں سیمیناراور مقالات کااہتمام کیاتو ہمیں خوشی ہوئی اور بعض مجالس میں شرکت کے علاوہ ہم نے اپنے مضامین اور کالموں میں اس پراطمینان کااظہار کیا۔

یوں دیو بنداور دبلی میں حضرت شیخ الہند کے موضوع پر بین الا قوامی اجتماعات میں حاضری کاموقع ملاقو اس خوشی اور اطمینان کالطف دوبالا ہوگیا۔ گذشتہ دنوں ہمارے فاضل دوست حافظ نصیر احمد احمد اراور ان کے رفقاء نے اس سلسلہ کوآگے بڑھاتے ہوئے شیخ الہندا کیڈمی کی طرف سے قطب الارشاد حضرت مولانار شید احمد گنگو ہی پر ایک سیمینار کا اہتمام کیا جو 11 کتوبر کو ایوان اقبال ّلا ہور میں منعقد ہوااور اس میں دیوبندی کمتب فکر کے اکا برزعماء نے شرکت اور خطاب کیا۔

پہلے عرض کیا جاچکا ہوں کہ حضرت مولانا جاجی الداد اللہ مہاجر کی تجارے روحانی پیشواہیں جبکہ حضرت مولانا محمد قاسم نانو تو کی قکری قائد اور حضرت مولانا رشید احمد گنگو ہی فقہی امام کی حیثیت رکھتے ہیں۔اس لیے آج کی دنیا میں فقہی حوالوں سے جو چیلنجز در پیش ہیں اور جن مشکلات و مسائل کا سامنا ہے ان سے عہدہ برآ ہونے کے دنیا میں فقہی کا وشوں کے ساتھ ساتھ ان کے اجتہادی منہج اور طریق کا رسے استفادہ مجمی انتہائی ضروری ہے۔امید ہے کہ اس طرح کے علمی و فکری سیمیناراس اہم ضرورت کو پورا کرنے میں مثبت پیش رفت کا ذریعہ ثابت ہوں گے۔ (مہنامہ الشریعہ: نومبر 2014ء)



اچھے وقتوں کی بات ہے کہ مائیں اپنے بچوں کو باوضو ہو کر دودھ پلاتی تھیں اور کہتی تھیں کہ اگر تیرے حلق حلق سے کبھی لقمہ کرام اترا تو تحقیے دودھ نہیں بخشوں گی۔مائیں اس کا اہتمام بھی کرتی تھیں کہ خودان کے حلق سے لقمہ کرام نہ اترا ہو۔ لیکن ایسالگتا ہے کہ محاورہ متر وک ہونے کے ساتھ ساتھ، حرام کے حرام ہونے کا تصور بھی بالعموم ہمارے معاشرے سے متر وک ہو گیا ہے۔محسوس ہوتا ہے کہ نیا کلچر بس بیہ کہ کسی بھی طرح مال آناچا بیئے اور کھانا پیناچا بیئے۔

#### بابربه عیش کوش که عالم دوباره نیست

اس حوالے سے حقیقی صورت حال اتن دگرگوں ہے کہ غالباً بیان اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ ڈاکٹروں سے زیادہ مقدس پیشہ کس کا ہو سکتا ہے۔ مریض اس پر اندھااع قاد کرتا ہے کہ وہ اس کا خیر خواہ ہے، لیکن اب بیہ بات عام ہے ہرکوئی جانتا ہے اخباروں میں جھپ رہی کہ دواساز کمپنیاں ڈاکٹروں کو نواز نے میں ہر حد پار کرگئ بیں اور ڈاکٹر حضرات بھی سب حدوں سے آگے چلے گئے ہیں۔ اس حوالے سے کوئی حقائق معلوم کرنے کا کمیشن بے توا ا۔ 9کی تفصیلات سے بھی زیادہ ضحینم رپورٹ تیار ہوجائے۔

مفت سیپل سے شروع ہونے والی بات اب لیزگاڑیوں کی قسطوں، فائیوسٹار ہوٹلوں میں مع قیملی و یک اینڈ، ہیر ون ممالک کے دوروں بلکہ عمرے کے فکٹ تک بات پہنچ گئی ہے۔ اس سب کے عوض ڈاکٹر متعلقہ کمپنیوں کی تیار کردہ مہنگی سے مہنگی دوائیں تجویز کرتا ہے۔ دواساز کمپنی سے وابستہ لوگ معروف ڈاکٹروں کا نام لے کر بتاتے ہیں کہ ہم نے ان کا اتنا اتنا ہزار ماہانہ باندھ رکھا ہے (اور ہمیں توکوئی ایک کمپنی والا ہی بتاتا ہے ، دیگر کمپنیوں کا حساب توڈاکٹر خود ہی جانتا ہے)۔ ملتان کے ایک ڈسٹری ہوٹر نے مجھے بتایا: ڈی جی خان تک میر اعلاقہ ہے اور کوئی ڈاکٹر بھی باک نہیں ہے۔ اِنّا لِللّٰهِ وَانّا اِلَیْلِهِ رَاجِعُونُ ن

اندازہ توکریں کہ اس سے زیادہ کمینگی اور سفلہ پن (میرے پاس مزید سخت الفاظ نہیں) کیا ہو سکتا ہے کہ مجبور اور غریب بیاروں سے اس طرح رقمیں نکلوائی جائیں۔ یہ مصدقہ کہانیاں الگ کہ سرجن صاحب پیٹ کھول کر باہر آگئے کہ اندر فلال چیز نکل آئی ہے، استے ہزار اور دیں ورنہ میں اس کے بغیر ہی س دیتا ہوں، ثُمَّرً إِنَّا لِللَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُون

دوسری طرف نظر ڈالیس۔وفاقی حکومت کاادارہ ہے نیشنل ہائی وے اتھارٹی۔ بائی پاس تغمیر کے لیے

زمین کے لیے حاصل کر کے معاوضہ ادا کر تاہے۔ گذشتہ دنوں میرے ذاتی علم کے مطابق ایک ادائیگی میں

ادارے نے ایک کروڑر قم ادا کرنے سے پہلے اپنا حصہ ۱۳۰۰ کھ نقد وصول کیا۔ کسی نیب کسی انٹی کر پشن ، کسی

گڈگور ننس کی تقریر نے ان کا بال بیکا نہیں کیا۔ اس کو ضرب دیں ، جہاں جہاں حکومت زمینیں لے کرادائیگی

کرتی ہے اور اندازہ کریں کہ اس محکمے کے عمال کتنا مال حرام لے جاکر اپنی آل اولاد کو کھلاتے ہیں۔ کسی صحافی

بھائی کو فرصت ملے یا سائمنٹ ملے تو وہ معلوم کر سکتا ہے کہ حادثات کی صورت میں مرنے والوں اور زخمیوں

کو معاوضہ دیا جاتا ہے اس کا کتنا فی صد متعلقہ وارث کو ملتا ہے اور کتنا اوپر اور در میان میں تقسیم ہوتا ہے۔ جمحے

یقین ہے کہ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ فور کی اعلانات کار از جذبہ بمدر دی نہیں بلکہ بیہ ہے۔

زمانہ جدید ہے اس لیے شاطرانہ مہارت سے ناجائزاور حرام کے نئے نئے طریقے ایجاد ہوئے ہیں۔ پی ٹی سیا بل خوداور دو سرول کے لیے بھی یہ خدمت انجام دیتا ہے کہ انعامات کالا کی دلا کر معصوم پچوں اور خواتین سے بلکہ پڑھے لکھے سمجھ دار مر دوں سے بھی (کہ لا کی میں وہ بھی کسی سے پیچھے نہیں) دھوکا دے کر فون کرائے جاتے ہیں۔ کھلاد ھوکا یہ کہ اشتہار میں کسی کونے میں نہایت باریک الفاظ میں لکھاجاتا ہے۔ ۱۲ اروپے فی منٹ جو وہ جانے ہیں کہ لوگ نہیں پڑھیں گے اور انعام کے لالج میں خوب فون کیے جائیں گے ،اس لیے کہ منٹ جو وہ جانتے ہیں کہ لوگ نہیں پڑھیں گے اور انعام کے لالج میں خوب فون کرتا ہے کہ انعام ملے گا۔ پھر سوال بھی ماشاء اللہ میہ ہوتا ہے کہ مزارِ قائد کراچی میں ہے یالا ہور میں ہر کوئی فون کرتا ہے کہ انعام ملے گا۔ پھر لاکھوں میں سے چند ہزار (شاید) بانٹ دیے جاتے ہیں اور سلسلہ جاری رہتا ہے۔ کیا یہ سرکاری سرپرستی میں جو ااور قمار بلکہ فراڈ نہیں لیکن اسلامی جمہور یہ پاکستان میں کوئی پوچھنے والا نہیں۔

اس طرح کوئی بھی شعبہ دیکھ لیں،اسٹاک مارکیٹ اور پر اپرٹی تو بڑے اسکینڈل ہیں۔ملک میں کون ساکام اس ناجائزاور حرام کے بغیر ہور ہاہے۔ کون ساد فتر کون سامحکمہ اس سے پاک ہے۔ ہفت روزہ ایشیا (۱۵۳۱ میں اسلامی میں جون ۲۰۰۵ء) میں جیل کے ایک قیدی کارو نکٹے کھڑے کردینے والاخط شائع ہواہے کہ کس بے در دی سے قید یوں سے جیل کاعملہ رشوت وصول کرتاہے۔

بات اس سے نثر وع ہوئی تھی کہ حرام کو حرام سجھنے کا کلچر تبدیل ہو گیاہے اور حلال حرام کی تمیز اٹھ گئ ہے۔اس وقت صرف مالی پہلوزیر بحث ہے ، ورنہ حلال حرام زندگی کے ہر دائرے میں ہے۔ہر جگہ ہی تمیز ا مھتی جارہی ہے۔آپ خود ہی اندازہ کریں کہ معاشرے میں کتنے لوگ ہیں جو یہ خیال رکھتے ہیں کہ ان کے اور ان کی اولاد کے منہ میں حرام کالقمہ کنہ جائے۔یقیناً بھی ایسے لوگ موجود ہیں اور ان کی وجہ سے یہ معاشرہ عذا بالمی کی ایسی گرفت میں نہیں آیا ہے کہ مٹادیا جائے لیکن عام صورت حال کا اندازہ آپ ان چند مثالوں سے کر سکتے ہیں جس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

حرام اورر شوت کا کیااثر ہوتاہے۔قرآن میں بنی اسرائیل کے حوالے سے اس کے لیے سُخت کا لفظ آیا ہے جس کے معنی جڑکٹ جانے کے ہیں۔ جس معاشر ہے میں رشوت ایسے عام ہو جس کا تجربہ اور مشاہدہ ہم کو براہ راست بھی ہوتا اور واقعات علم میں آتے ہیں اور اخبار ات کے ذریعے عام بھی ہوتے ہیں، یوں کہیں کہ شیر مادر کی طرح بی جاتی ہے۔ کی طرح بی جاتی ہے۔

حرام عام ہو جانا ہی اس کی وجہ ہے کہ دعائیں قبول نہیں ہو تیں۔ کیا ہمارے معاشرے میں دعائیں کرنے میں پھر کھی کے ۔ لوگ مکہ مدینہ جاکر روتے ہیں، گر گراتے ہیں لیکن اثر نہیں ہوتا۔ دعامنہ پر مار دی جاتی ہے۔ حدیث کے مطابق بندہ کہتا ہے: اے رب! لیکن اس کی نہیں سنی جاتی کیو نکہ اس کا کھانا حرام ہے، اس کا پینا حرام ہے، اس کا لباس حرام ہے۔ جس غذا سے اس کے رگ ریشے پٹھے بنتے ہیں، حرام ہے۔ سید ناسعد بن ابی و قاص نے ایک موقع پر رسول اللہ مل اللہ اللہ مل اللہ علی سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں مستجاب الدعوات ہو جاؤں تو آپ مل کھانے کا اہتمام کرو، تمہاری دعائیں قبول ہوں گی۔ آپ مل کھانے کا اہتمام کرو، تمہاری دعائیں قبول ہوں گی۔

یہ حلال حرام کامسکلہ کوئی ذاتی یاا نفرادی نہیں، قومی مسکلہ ہے۔ اگر کسی جادو کی چھڑی سے اس معاشر ہے کاہر فرد صرف حلال پراکتفاکر ہے اور حرام سے پر ہیز کر ہے توآپ چیشم تصور سے دیکھ سکتے ہیں کہ گڈگور نئس بھی آجائے گی۔ فیکسس نصف ہو جائیں گے اور ترقیاتی کام دُگئے بلکہ چو گئے ہو جائیں گے۔ مہنگائی ختم ہو جائیں گی۔ معاشر ہے میں سکون ہوگا۔ جن ناجائز دوڑوں میں اچھے بھلے سب لوگ گئے ہوئے ہیں، وہ ختم ہو جائیں گی۔ دنیا کی زندگی بھی پُر سکون گزرے گی اور آخرت میں بھی مغفر ت اور نجات کی توقع کی جاسکے گی۔ لیکن گی۔ دنیا کی زندگی بھی پُر سکون گزرے گی اور آخرت میں بھی مغفر ت اور نجات کی توقع کی جاسکے گی۔ لیکن کس طرح ؟ یقیناً ترغیب اور دعوت بھی ہو لیکن اگر حیثیت و مقام کا لحاظ کیے بغیر چند مصدقہ مجر موں کو عبرت ناک سزادی جائے تو یہ کچر تبدیل ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ کچر وہ کیوں تبدیل کریں جو اسے رائے کے ہوئے ہیں۔ ضرورت ہے کہ قوم کے بہی خواہ کوئی الیں تحریک چلائیں کہ پھر سے حرام کو حرام سمجھنے کا کلچر عام ہو اس حوالے سے حس اتنی تیز ہو جائے کہ بچے والدین سے خود کہیں کہ پیارے ابو، خدا کے لیے ہمیں حرام ۔ اس حوالے سے حس اتنی تیز ہو جائے کہ بچے والدین سے خود کہیں کہ پیارے ابو، خدا کے لیے ہمیں حرام کے پراٹھوں سے بہتر ہے۔ حرام کھانے ۔ اس حوالے سے حس اتنی تیز ہو جائے کہ جو کھی سو کھی حرام کے پراٹھوں سے بہتر ہے۔ حرام کھانے ۔ حرام کھی کی حرام کے براٹھوں سے بہتر ہے۔ حرام کھانے ۔ حرام کھانے ۔ حرام کھی حرام کے براٹھوں سے بہتر ہے۔ حرام کھانے ۔ حرام کھی حرام کے براٹھوں سے بہتر ہے۔ حرام کھانے ۔ حرام کھی حرام کے براٹھوں سے بہتر ہے۔ حرام کھانے ۔ حرام کھی حرام کے براٹھوں سے بہتر ہے۔ حرام کھانے ۔ حرام کھی حرام کے براٹھوں سے بہتر ہے۔ حرام کھی حرام کے براٹھوں سے برانے کی برانے کی بھی جو برائی کو برام کھی حرام کے برائی کی برائی کی برائی کے برائی کی برائی کی برائی کی برائی کی برائی کے برائی کے برائی کی برائی کی برائی کی برائی کے برائی کی برائی کی برائی کی برائی کے برائی کے ب

والے، معاشرے میں معزز نہیں، ذلیل ہوں۔ حرام کھانے کے راستے بند کیے جائیں، حرام کھانے والوں کی گرفت ہو، تعزیر ہو، کڑی سزائیں انہیں ملیں اگر مجر م کو یقین ہو کہ وہ خی نہ سکے گا، توار تکاب جرم کاحوصلہ کرنے والے بہت کم رہ جائیں گے۔اس وقت تواسے اپنے بھائی بندوں کی طرف سے تحفظ کا یقین حاصل ہوتا ہے۔

ہمارے دستور پاکستان کے مطابق یہ حکومت کے فرائض میں سے ہے کہ وہ ایسے اسباب پیدا کرے کہ ملک کے شہری حرام سے محفوظ رہیں لیکن اگرار باب حکومت اس سے پہلو تھی کریں (بلکہ حرام عام کرنے میں لگ جائیں) تو معاشرے کے تمام عناصر اخبارات، میڈیا، استاد، طلبہ ، امام، خطیب، ممبر ان اسمبلی ہرکوئی اس تحریک کے حوالے سے ایک عزم کے ساتھ آگے بڑھے پہلے خود اپنے کو پاک کرے، پھر انگلی اٹھائے تو ملال کی برکات بچشم سر نظر آئیں گی۔

ایک حدیث کے مطابق اگر کسی نے ایک پیلو کی لکڑی کے برابر بھی کسی کا کوئی حق غصب کیا ہو توروز قیامت اداکیے بغیر چھٹکارا نہیں ہوگا۔

#### ورزش

جسمانی صحت کے لیے ورزش کی اہمیت ہر دور میں تسلیم کی گئی ہے۔اس حقیقت سے اٹکار نہیں کیا جاسکتا کہ ورزش ہر عمر میں کیسال مفید ہوتی ہے۔

جسم کی مثال آیک مشین کی سی ہے۔اگر ٹسی مشین کواستعال میں نہ لا یاجائے توزنگ آلود ہو جاتی ہے اور وہ بہت جلد جواب دے جاتی ہے۔

وہ لوگ جن کاہر دن مصروفیت سے بھر پور ہوتاہے انہیں چاہیے کہ وہ کام شروع کرنے سے پہلے تھوڑا بہت ورزش ضرور کریں۔

#### مولانامفتى محمداياز

## ایریل فول کی حقیقت

مغرب کی بے سویے سمجھے تقلید کے شوق نے ہمارے معاشرے میں جن رسموں کورواج دیا، انہی میں سے ایک رسم " اپریل فول" منانے کی رسم ہے،اس رسم کے تحت کیم اپریل کی تاریخ میں جھوٹ بول کر سی کودهو که دینا،اوردهو که دیکراسے بے و قوف بنانا، نه صرف جائز سمجھاجاتا ہے بلکه اسے ایک کمال قرار دیا جاتا ہے۔جو شخص جتنی صفائی اور چابکد ستی سے دو سرے کو جتنا بڑاد ھو کہ دے،اتناہی اسے قابل تعریف اور کتنے افراد کو بلاوجہ جانی اور مالی نقصان پہنچاچکاہے، بلکہ اس کے نتیجے میں بعض او قات لو گوں کی جانیں چلی گئی ہیں، کہ انہیں کسی ایسے صدمے کی جھوٹی خبر سنادی گئی جسے سننے کی وہ تاب نہ لا سکے ،اور زندگی ہی سے ہاتھ دھوبیٹھے۔

بيرسم جس كى بنياد جھوث، دھوكے اور كسى بے گناہ كوبلاوجه بيو قوف بنانے پرہے، للذامسلمانوں كواس قسم کے حرکات سے گریز کرناچاہئے،اخلاقی اعتبار سے توجیسی کچھ ہے،ظاہر ہی ہے لیکن اسکاناریخی پہلو بھی ان لو گوں کے لئے انتہائی شر مناک ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تقدس پر کسی بھی اعتبار سے ایمان ر کھتے ہیں۔

اس رسم کی ابتداء کیسے ہوئی؟اس بارے میں مور خین کے بیانات مختلف ہیں۔

"The World Book" نےاسے پور پین ممالک کی ☆ دى ورلد بك انسائكلوپيديا تقریبات کا یک حصہ بتایا ہے۔اس کی دی گئی معلومات کے مطابق فرانس کا پنا کیلنڈراپریل سے شروع ہوتا تھا،جب فرانس میں 1564 میں نیا کیلنڈر ماہ جنوری سے شر وع ہوا توجو لوگ نئے کیلنڈر کو تسلیم نہیں کرتے تھے انہیں طعن و تشنیج کانشانہ بنا یا جاتااور ان پریتیا ہے ں کننے کے ساتھ ساتھ بدسلو کی بھی کی جاتی۔ ا بعض کے خیال کے مطابق بیرسم بت پرستی کے آثار میں سے ہے جو آج بھی کسی قدر جدت کے ساتھ جاری وساری ہے،اس کی دلیل ہیہے کہ بیہ موسم بہار کی آمد پر منا یاجاتا ہے۔ بعض علا قول میں شکار کا موسم ہونے کے پہلے دنوں میں بالعموم شکار نہیں ملتا۔ یہی وجہ بعدازاں اپریل فول منانے کی بنیاد بن كَيْ \_ ( دَيكِينَ عاصم بن عبدالله القريوتي كالمضمون ،ايريل فول) اپریل لاطین زبان کے لفظ اپریلس "Aprillis" یا "Aperire" اپریزسے ماخو ذہبے جس کامطلب ہے پھولوں کا کھلنا، کو نپلیں پھوٹنا۔ قدیم رومی قوم موسم بہار کی آمد پر شر اب کے دیوتا کی پرستش کرتی اور اسے خوش کرنے کے لئے جھوٹ کا سہار السیار السیا

☆ ان سائیکلوپیڈیلانٹر نیشنل کے مطابق مغربی ممالک میں کیم اپریل کو عملی مذاق کادن قرار دیاجاتا ہے۔ اس دن ہر طرح کی نازیبا حرکات کی چھوٹ ہوتی ہے اور جھوٹے مذاق کاسہارا لے کرلو گوں کو بے و قوف بنایا جاتا ہے۔

☆ یورپی اقوام کامن پندپرنده" کو کو" جود هیمی سرول میں گنگنا تاہے۔ اپریل کے آغاز میں منظر عام
پر ظاہر ہوتا ہے۔ اس مناسبت سے اسکاٹ لینڈ کے لوگ بے وقوف بننے والے لوگوں کو"کوک" (بے
وقوف، بے تکا، گھامٹر) کہتے ہیں۔

﴿ ایک وجدانیسویں صدی عیسوی کی معروف انسائیکلوپیڈیا"لاروس" نے بیان کی ہے،اوراس کو صحیح قرار دیاہے،وہ وہ جہ بیہ کہ دراصل یہودیوں اور عیسائیوں کی بیان کر دہروایات کے مطابق کیم اپریل وہ تاریخ ہے جس میں رومیوں اور یہودیوں کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خمسخر اور استہزاء کا نشانہ بنایا گیا، موجودہ نام نہادا نجیلوں میں اس واقعے کی تفصیلات لو قاکی انجیل میں بیان کی گئی ہیں۔

🖈 افسوس! آج مسلمانوں کو بیر معلوم نہیں کہ بیر کیم اپریل ہی کی تاریخ تھی جب اموی خلیفہ

عبدالر حمن والی اندلس کے جانشینوں کو شاہ فرانس شار لمان کے ہاتھوں الیں شکست سے دوچار ہو ناپڑا جس کے اکثار آج بھی اس خطے میں نمایاں ہیں۔ فرانسیسی عیسائیوں نے مسلمانوں کو چن چن کر اندلس کے گلی کوچوں میں ایپنے نیزوں اور تلواروں کا نشانہ بنایا۔

اکثر مسلمانوں کوموت کے گھاٹ اتار دیا گیااور بعض نے اپنی جان بچانے کے لیے اپنے عیسائی ہونے کا اظہار کر دیا۔ بچے کھیچے مسلمانوں کو بحری جہاز میں سوار کر کے انہیں چکمہ دیا گیا کہ تمہیں مسلمان ملک میں پہنچا دیاجائے گا، لیکن کیم اپریل منانے والی عیسائی قوم نے جب بحری جہاز سمندر کے وسط میں پہنچایا تو مسلمانوں کو سمندرکی اتھاہ گہرائی میں دھکادے کر انہیں فول کیا۔

یہ سلسلہ ابھی تک ختم نہیں ہوا، ابھی توہر روزا کل طرف سے ہمیں ایک نیا گھائو لگتاہے لیکن ہم ہیں کہ ان کی ایک ایک اداپر مرسے جارہے ہیں۔

#### وائے ناکامی متاعے کارواں جاتار ہا کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتار ہا

و بلنٹائن ڈے ہو،بسنت یااپریل فول،غیر مسلموں کے تہواراور طور طریقوں کو جس طرح اندھاد ھند طور پر مسلم عوام منارہے ہیں،اس نےان کےاندرہے دینی محبت،غیر تاور حمیت کی آخری رمتی تک محینچ لی ہے۔ غیر مسلم اقوام کی نقالی پر اتر آنے اور مرمننے والی مسلم نسل کی غفلت پر ماتم کرنے کوجی جا ہتا ہے۔

بہر حال مندرجہ بالا تفصیل سے بیہ بات ضرورواضح ہوتی ہے کہ خواہ اپریل فول کی رسم وینس نامی دیوی کی طرف منسوب ہو، یااسے (معاذاللہ) قدرت کے مذاق کارد عمل کہاجائے، یاحضرت مسے علیہ السلام کے مذاق اڑانے کی یاد گار، ہر صورت میں اس رسم کار شتہ کسی نہ کسی تو ہم پرستی یا کسی گستاخانہ نظریے یاواقعے سے جڑا ہواہے ،اور مسلمانوں کے نقطہ نظرسے بیرسم مندرجہ ذیل بدترین گناہوں کا مجموعہ ہے۔

- (۴) ایک ایسے واقعے کی یاد مناناجس کی اصل یا توہت پر ستی ہے، یا تو ہم پر ستی، یا پھرایک پیغیبر کے ساتھ گنتاخانه مذاق۔

اب مسلمانوں کوخود فیصلہ کرلیناچاہیے کہ آیا بیرسماس لائق ہے کہ اسے مسلمان معاشر وں میں اپنا کر فروغ دیاجائے؟

الله تعالی کا شکر ہے کہ ہمارے ماحول میں اپریل فول منانے کارواج بہت زیادہ نہیں ہے، لیکن اب بھی ہرسال کچھ نہ کچھ خبریں سننے میں آہی جاتی ہیں کہ بعض لو گوں نے اپریل فول منایا، جولوگ بے سویے سمجھے اس رسم میں شریک ہوتے ہیں، وہ اگر سنجید گی ہے اس رسم کی حقیقت،اصلیت اور اسکے نتائج پر غور کرینگے توان شاء اللهاس سے پر ہیز کی اہمیت تک ضرور پہنچ کررہیں گے۔



یہ توآپ جانتے ہیں کہ ہر انسان کی عزت کا دار ومدار خود اس کے اپنے رویے پر ہے اور اللہ بھی اسے ہی عزت کریں ہوتا ہے جسے خود اپنی عزت (Self Respect) کا احساس ہو۔اگر آپ دوسروں کی عزت کریں گے تولوگ بھی آپ کی عزت کریں گے اور اگر آپ دوسروں کی تذکیل میں خوش ہیں توآپ بھی دوسروں کی تذکیل میں ذلیل ہو سکتے ہیں۔

یاد رکھیے ہم انسان اپنے اعمال اور اپنی زبان کی بدولت عزت حاصل کرتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کو چند الیمی باتیں بتادوں جن کی وجہ سے آپ سوسا کئی میں ہم جگہ عزت واحترام کا درجہ حاصل کر سکتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی آپ پر ظام کر دوں کہ وہ کون کون سی بُری باتیں ہیں جن کی وجہ سے آپ کی عزت ہمیشہ کے لیے برباد ہو سکتی ہے۔ اگر آپ نے ان باتوں کو یادر کھا اور ان پر عمل کیا تو یقین جانیے کامیا بی انشاء اللہ آپ کے قدم بچو ہے گی۔

وه مفيد باتيس مندرجه ذيل بين:

- مروقت الله کاخوف دل میں رکھیے کیونکہ مومن تووہ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کاذکر کیا جاتا ہے توان کے دل ڈر جائیں اور جب ان کے سامنے اللہ کا کلام پڑھا جائے توان کے ایمان میں اضافہ ہواور وہ اپنے رب پر توکل کریں۔ ایسے ایماندار لوگ ہی بہتری حاصل کر سکیں گے۔
- خاندانی اعتبار سے بھی اپنی بڑائی مت بیان کرو کیونکہ تم سب ایک ہی باپ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہو۔ بیہ خاندان اور قبیلے تو محض بہچان کے لیے ہیں اور اللہ کے ہاں زیادہ عزت والا وہ ہے جو متقی (پر ہیز کار) ہے۔
- صبر اور نماز کے ذریعے اللہ کی مدد مانگو۔ یہ کام ہے تو بہت بھاری مگر ان لوگوں کے لیے آسان
  ہے جو عاجزی کرتے ہیں اور یہ دھیان رکھتے ہیں کہ رب سے ملا قات کرنی ہے اور اس کے پاس
  لیٹ کر جانا ہے۔

- 💠 کسی مصیبت کے وقت صبر کرنااور ثواب کی امید ر کھناجنت میں لے جاتا ہے۔
  - ایسی بات کروجو بہتر ہے ورنہ خاموش رہو۔
  - 💠 جس چیز کاعلم نه ہواس کے لیے زبان نہ کھولو۔
  - 💠 جان بوجھ کر حق کو ہا طل کے ساتھ نہ ملاؤاور نہ ہی حق کو چھیاؤ۔
    - 💠 لوگوں سے اچھی باتیں کرو۔
- دوسرول کو جواب میں الی بات کہو جوان کی بات سے بہتر ہو پھرتم دیکھوگے کہ تم میں اور تمہارے دستمنوں میں ایسے تعلقات قائم ہو جائیں گے تو یاوہ تمہاراً گہراد وست ہے۔ لیکن بیہ بات صبر کرنے والوں اور نصیب والوں کو ملتی ہے۔
  - اینے بڑوں کو اس طرح مت ایکار و جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو ایکارتے ہو۔
    - 💠 سچ اختیار کرو۔ سچ بولنا نیکی کاراستہ د کھاتا ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے۔
      - مسلمان بھائی سے مسکرا کر بات کر لینا بھی صدقہ ہے۔
- سبستا ہوں سے بیخے کی ترکیب یہ ہے کہ زبان روک لولینی فضول ، بے معنی اور بے وقت
- مسلمانوں کو السلام علیم کہا کرو۔اور جب اپنے گھر میں داخل ہو تواپنے گھر والوں کو السلام علیکم کہویہ اللہ کہ طرف سے نیک، ستھری اور برکت والی دعا ہے۔
- 💠 جب تم دوسرے کے مکان پر جاؤتو مکان کے پرے ہی چلاچلا کر آوازیں نہ دینے لگو بلکہ دروازے پر دستک دینے کے بعد صاحب خانہ کے باہر آنے تک صبر کرواور بغیر اجازت لیے اور گھر والوں کو سلام کیے اندر داخل مت ہو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر اندر سے تم کو کہا جائے کہ واپس چلے جاؤتو واپس آجا یا کرویہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ ہے۔
  - 💠 جب حسی مشورہ کے لیے جمع ہو توامیر کی اجازت کے بغیراٹھ کرنہ جاؤ۔
  - تم کو چاہیے کہ بھلائی کو اللہ کا فضل سمجھواور بُرائی کو اپنے اعمال کی شامت۔
- جس چیز میں اللہ نے دوسروں کو تم پر بڑائی دی ہے اس کی ہوس مت کرو۔ کیونکہ ایسا کرکے تم حسد کی آگ میں جلنے اور دوسروں کو گرانے کی فکر میں رہنے لگو گے۔ بلکہ اللہ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ ہر کسی کواپنی کمائی کا حصہ ملتا ہے اور اللہ کو مرچیز معلوم ہے۔

- اگردشمن کو دوست بنانااور خود اقبال مندبننا جائے ہو توبدی کا جواب نیکی سے دو۔
  - معافی اور صلح کا بہت بڑا ثواب ہے۔
- 💠 نماز پڑھواور یادر کھو کہ لوگوں میں صلح کرانے اور حسن سلوک سے پیش آنے سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں۔
  - وعدے کرتے وقت ان شاء اللہ ضرور کہہ لیا کرو، اگر بھول جاؤ توجب یاد آئے اس وقت ان شاء الله کهبه لیا کروبه
    - حیااور ایمان ساتھ ساتھ ہیں۔جب ایک چیز گئی تو سمجھو کہ دوسری بھی گئے۔
      - الله تعالى تكبر كرنے والے كو پيند نہيں كرتا اور اس كا شمكانہ جہنم ہوگا۔
    - خ زمین پرآگڑ کرنہ چلو۔ کیونکہ تم اپنی اس تکبرانہ حال سے زمین کو نہیں بھاڑ سکتے۔
      - ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤاور نہ چڑانے والے نام رکھو۔
  - نیک کاموں میں ریاکاری کا ہو ناان اعمال کو اس طرح ضائع کر دیتا ہے جیسے بارش پھر کی گرد کو دھو کر صاف کر دیتی ہے۔
    - کسی کے ساتھ نیکی کرنے کے بعد احسان مت جناؤاس سے نیکی ضائع ہو جاتی ہے۔
      - خ غصے کو بی جاؤاور لوگوں کے قصور معاف کر دیا کرو۔
      - 💸 سخت دل اور تُند خونه ہو ورنه لوگ تمہارے پاس سے بھاگ جائیں گے۔
- حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھاجاتا ہے جس طرح آگ سو کھی لکڑی کو جلادی تی

  - 💠 الله تعالی ظالم کو دوست نہیں ر کھتا۔ مظلوم کی بدد عاسے بچو بہ بد دعا شعلے کی طرح آسان پر چڑھ جاتی ہے۔
    - بدگمانی سے بچواور دوسروں کے بھید نہ ٹٹولو۔
  - 💠 جو شخص دوسر وں کے عیب تلاش کرتا ہے اور طعنے دیتا ہے اس کے لیے تباہی ہے۔
    - 💠 ایک دوسرے کی فیبت نه کرو، نه ہی کسی پر تهت لگاؤ۔
      - 💠 خدا کی بدترین مخلوق چغل خور ہے۔

- نیبت اور چنل خوری د و نول ، ایمان کو اس طرح جماژ دیتی بین جس طرح کوئی چروا ما پتول والی مثبنی کو جماژ دیتا ہے۔
  - دوآدمی تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں کیونکہ ایسا کرنے سے اس کو رنج ہوگا۔
- جب کسی فاس یا منافق کی تعریف کی جاتی ہے تواللہ تعالی اس پر غصے ہوتا ہے اور جب تک اس
   کو جہنم میں داخل نہ کر دے راضی نہ ہوگا۔
  - الله منافق كي جار نشانيال بين:
  - جب مات کرے تو جھوٹ بولے۔
  - وعدہ کرے توخلاف ورزی کرے۔
  - o کسی سے جھگڑا کرے تو کالیاں دے۔
  - جب کسی کی امانت رکھے تواس میں خیانت کرے۔

یہ سب با تیں اللہ اور اس کے رسول الٹی آلیم نے ہماری بہتری کے لیے بتائی ہیں تاکہ ہم ان پر عمل کرکے دنیاو آخرت میں کامیابی حاصل کریں۔للذاآپ بھی ان پر عمل کرکے دونوں جہانوں کی مسر خروی حاصل کریں۔اللہ تعالی توفیق عطافر مائیں۔

#### 

#### حسالات حساضره

## ڈاکٹر محدامین

## ملك وملت كي حالت زار اور مذجبي طبقه كااتحاد

بعض تجزیه کارول کی رائے میہ ہے کہ پاکستان جواس وقت جہنم زار بناہواہے اور معاشر ہبندگلی اور سول وار کی طرف بڑھ رہاہے تواس کا بنیادی سبب تیسر اہاتھ ہے۔ یہ تیسر اہاتھ امریکہ ویورپ کا ہے جواپنے حمایتیوں (اسرائیل، بھارت، افغانستان) کی مددسے اپنی اسلام اور مسلم دشمنی کی بناء پر پاکستان کے خلاف سازشیں کر رہاہے تاکہ پاکستان کو ہائم لڑا دیاجائے، پاکستان کو کمزور کیاجا سکے، اسے توڑا جا سکے، اس کی ایٹی حیثیت ختم کر دی جائے اور اس کی اسلامی و نظریاتی حیثیت تباہ کر دی جائے۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے وہ جن منصوبوں پر کام کر رہاہے اس کے اہم اجزاء میہ ہیں:

ا۔اس نے پاکستان حکومت اور فوج پر د باؤڈال کر انہیں افغانستان پر اپنے حملے کی حمایت پر مجبور کیا،ان سے قبا کلیوں کے خلاف آپریشن کر ایا اور ان سے لڑایا۔ پاکستانی حکومتوں کے ملک میں اسلامی نظام حیات نافذنہ کرنے میں بھی امریکی ویور پی د باؤکا ہاتھ ہے۔

۲۔اس نے قبا ئلیوں کو پاکستانی حکومت اور فوج کے خلاف لڑنے میں مدودی، وہاں مداخلت کار بھیجے، انہیں منظم کیا، اسلحہ اور ڈالردیے تاکہ وہ پاکستانی حکومت، فوج اور معاشرے کو نقصان پہنچائیں۔اس نے خود بھی قبائل پر ڈرون حملے کیے اور پاکستانی فوج سے بھی کرائے تاکہ وہ مشتعل ہوں اور غصے اور انتقام میں پاکستان پر بیا۔ پل پڑیں۔

سر۔اس نے پاکستانی علاءاور دینی عناصر میں فرقہ واریت کے پیج بوئےاور بیر ونی ومقامی ایجنسیوں اور حکومت کی مد دسے ان میں مسکلی تعصبات کو ہواد کی اور انہیں باہم لڑایاتا کہ وہ متحد ہو کر دینی مفادات کے لیے موثر قوت نہ بن سکیں اور سیکو لرسیاسی جماعتوں کے مقابلے کی قوت نہ بن سکیں۔

۷-اس نے پرامن ذرائع اختیار کرتے ہوئے پاکستان کواس بنیادی نظر ہے سے ہٹانے اور اسے سیاس ، معاشی وساجی کا خاط سے کمزور کرنے کے لیے متعد داقد امات کیے جواب بھی جاری ہیں مثلاً سیاسی عدم استحکام کے لیے فوج کوافتد ارکے چسکے کی راہ پر ڈالنا، اپنی مرضی کی حکومتیں بنوانا، سیکو لرجماعتوں کواور اسی طرح دینی جماعتوں کو باہم لڑانا، مشرتی پاکستان کوالگ کرانا، بلوچستان اور کراچی میں شورش برپاکراناوغیرہ معاشی بہتری کے لیے قرضوں کی معیشت کو پروان چڑھانا، فنڈ زضائع کرانا، کرپشن کو پروموٹ کرنا، خزانہ اور

تجارت کی وزارت پراپنے آدمی لگوانا، بڑے ڈیم نہ بننے دینا، سودی نظام کو ختم نہ ہونے دیناوغیرہ۔ دینی واخلاقی تباہی کے لئے نظام تعلیم کو اسلامی بنیاد ول سے ہٹانا، تعلیم کو مرکز کی بجائے صوبوں کے سپر دکرنا، انگریزی زبان کو غلبہ دلانا، فحاثتی وعریانی، اسلامی اور اخلاقی قدروں کی پامالی اور سیاسی ابتری کے لیے میڈیا کو خریدلینا، مغرب زدہ NGOsکا جال بھیلانا، فیملی پلانگ اور مخلوط تعلیم کورواج دیناوغیرہ۔

سوال یہ نہیں کہ امریکہ ، بورپ اور بھارت یہ کیوں کررہے ہیں؟ وہ تودشمن ہیں اور دشمن سے دشمنی کی بی توقع رکھنی چاہیے سوال یہ ہے کہ ہم اپنے دشمن بنے ہوئے ہیں؟ ہم کیوں دشمنوں کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں؟ ہم کیوں دشمنوں کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں؟ ہم کیوں اپنا نفع نقصان نہیں سوچتے؟ ہم دو سروں کوالزام کیوں دیتے ہیں؟ ہم اپنا احتساب کیوں نہیں کرتے؟

اگرہم اپنے کر تو توں سے باز آجائیں۔ پاکستانی حکومت اور فوج امریکہ کی'' دہشت گردی کے خلاف جنگ'' (جو در حقیقت اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جنگ ہے) سے باہر نکل آئے اور ملک میں نفاذ شریعت کا اعلان کر دے ( کہ پاکستان کی ۹۷ فیصد آبادی مسلمان اور شریعت کا نفاذ چاہتی ہے) اگر قبائلی حکومت کے خلاف کڑنے سے باز آجائیں، اگر علماء اور دینی عناصر فرقہ وارانہ تعصبات سے کنارہ کشی کرلیں اور باہم شیر وشکر ہو جائیں اور بیسب لوگ اپنے اپنے امور میں امریکی ڈکٹیشن اور ترغیبات قبول کرنے سے اٹکار کر دیں تو پاکستان کا قبلہ درست ہو جائے گا، اس کے مسائل حل ہو ناشر وع ہو جائیں گے اور وہ وقت ان شاء اللہ دور نہیں ہوگا جب پاکستان اس دنیا ہی میں جنت نظیر بن جائے گا اور لوگ سکھ چین اور امن و سکون کی زندگی گزاریں گے۔

سوال بیہ ہے کہ ایساکیوں نہیں ہوسکتا؟ ہم ایساکیوں نہیں کر سکتے؟ ہم امریکہ ویورپ کی غلامی سے جان کیوں نہیں چھڑا سکتے؟ ہم ان کی ساز شوں کا منہ توڑ جواب کیوں نہیں دے سکتے؟ ہماری مغرب سے مرعوبیت کب ختم ہوگی؟ ہم اپنے دین سے کیوں نہیں جڑتے؟ اپنے نظام حیات سے وفادار کیوں نہیں ہو جاتے؟ ہم اپنے آپ پراعتاد کیوں نہیں کرتے؟

دوسری طرف مذہبی طبقہ کی حالات زاریہ ہے کہ دین اور وطن دسمنوں نے پشاور کاسانحہ کرایاتوان کی پلاننگ کے عین مطابق جذبات کاریلاعوام وخواص کو بہالے گیااور عسکری اور سیاسی قیادت نے اور میڈیااور سیولر دانشوروں نے دینی طبقہ اور علماء کو دیوار سے لگادیا یہاں تک کہ آج اپناموقف بھی کھل کربیان نہیں کر سکتے۔ مدارس کی پکڑد ھکڑ جاری ہے اور انتہا پہندی اور سہولت کاری کا نام لے کردینی عناصر کا شکنجہ کسنے کی منصوبہ بندیاں ہور ہی ہیں لیکن اس کے باوجود آپ متحد ہونے کو تیار نہیں۔سیاسی مشاور تی اجلاسوں میں مولانا فضل الرحمن صاحب کارخ کہیں اور ہوتا تھا اور سرائ الحق صاحب کا کہیں اور۔اگرد شمن نے اس طرح کے ایک دوسانحے اور کرادیے جو وہ بآسانی کر اسکتا ہے تو آپ کے مدرسے بند کرادیے جائیں گے اور بعید نہیں کہ مسجد وں پر حملے بھی شر وع ہو جائیں تو کیا اس وقت اتحاد کا سوچو گے ؟ بیہ اقتدار اور کرسی، اور مرکز یا صوبے میں چند وزار تیں اور اپنے اپنے مسلک اور فرقے کا تعصب۔خدا کے بندو! کب نفس اور شیطان کے اس جال سے نکلو گے ؟ جب ملک میں سیکو لرازم نافذ ہو جائے گا؟

#### جو(ہر حکمت

- کسی کوالزام دیتے وقت اپنے گریبان میں جمانک لیناچاہیے۔
  - خوش مزاج انسان ٹوٹے ہوئے دل کی دواہے۔
    - حقیقی کامیابی، مسلسل محنت کانام ہے۔
- الیی خوشی سے ڈروجو دوسروں کود کھ دے کر حاصل کی گئی ہو۔
  - جوال مر دی میہ ہے کہ اپنا بوجھ دوسر ول پر نہ ڈالو۔

## دینی مدارس، تاریخ، کردار اور خلاف سازشیں

اور بالمقبول جان

مسلم امه کی چوده سو ساله تاریخ میں دینی مدرسے کا تصور سب سے پہلے بر صغیر میں محور نر جبزل وارن ہیسٹنگز نے 1781ء میں کلکتہ مدرسہ کھول کر پیدائیا۔اس سے قبل بغداد کے دارا لحکومت سے شروع ہونے والی مدارس کی تحریک جو 1100ء سے 1500ء تک طلیطلہ کے تراجم کی انتقا کو ششوں ہے ہم آہنگ ہو کر دنیا بھر کے علوم کی قائد بنی ، اس کے زیر اثر قائم ہونے والے تمام مدارس علم میں کوئی تخصیص نہیں کرتے تھے۔ان کے نزدیک سیدالانبیاء التُولَالِيَلِ کی حدیث کے مصدان علم مؤمن کا گمشدہ مال تھا۔اس امت کے تمام مدارس میں قرآن وسنت اور فقہ کے علاوہ جوعلوم پڑھائے جاتے تھے ان میں علم طلب ، علم الادوبيه ، علم رياضي ، علم طبيعات ، علم فلكيات ، فلكيات جدول ،امراض عين ، علم المناظر ، علم کیمیا، علم فلسفہ، علم تاریخ، علم موسیقی،اور دیگر کئی علوم شامل تھے۔اس تضور کوبر صغیر کے مسلم مدارس نے بھی انگریز کی آمد تک قائم رکھا۔مدرسہ رحیمیہ اور مدرسہ فرنگی محل کے نصاب انہی علوم پر مبنی تھے۔ یہی تغلیمی ادارے تھے جس سے علم حاصل کرمے لوگ طیبر بنتے تھے اور گاؤں گاؤں جا کر حکمت اور طب کا پیشہ اختیار کرتے تھے۔ آج بھی ان گھرانوں میں علم طب اور علم الادوبیہ کی کتابوں کے وہ نسخ مل جائیں گے جوان مدر سوں میں پڑھائے جاتے تھے۔انہی تعلیمی اداروں سے استاد پیدا ہوتے اور ہر گاؤں ، میں اتالیق مقرر ہوتے تھے۔ایک ایباغیر رسمی تعلیمی نظام پورے بر صغیر پر رائج تھا جس کے نتیجے میں اس خطے میں شرح خواند گی 95 فیصد سے زیادہ تھی۔ مزاروں صفحات پر مشتمل گور نمنٹ کالج لاہور کے پہلے پر نسپل G.W.Leitner جی ڈبلیو لائٹنر کی کتاب IndiginousEducationPunjabااس بات کی گواہی ہے کہ مغلیہ دور میں مرکاؤں کی سطح تک بنیادی تعلیم کا تصور کس قدرمتھم تھا۔شرح خواند گی یہ نہیں تھی كه ابنانام لكھ اور پڑھ سكتا ہو بلكه مرپڑھے لكھے شخص كو فارسي پڑھنا،لكھناآتی تھی،حساب كتاب پر دسترس تھی اور اسے قرآن یا ویدپڑھناآتی تھی۔ یہ سب اساتذہ جو گاؤں گاؤں تھیلے ہوئے تھے انہی مدارس سے پڑھ كر فكلے تھے۔ يبى وجہ ہے كه 1906ء كے تمام اضلاع كے كر فير اٹھا كر ديكھ ليس آپ كو ضلعوں ميں عمومى شرح خواندگی90 فیصد کے لگ بھگ نظرآئے گی۔ یبی حال1911ء کی مردم شاری کی رپورٹ کا ہے۔ یہ

تعلیم اور خواندگی کا جال انہی مدارس سے فارغ التحصیل افراد نے پھیلا یا تھا۔ پورے بر صغیر کی جو سول سروس تھی جس میں مالیہ وصول کرنے والے ، زمین کی پیائش کرنے والے جریب کش، کو توال ، عدالتوں کے قاضی، خزانے کے متولی، عمارتیں تغییر کرنے والے انجینئر جنہوں نے تاج محل اور شالیمار جیسے شاہکار تخلیق کئے ، یہ سب کے سب انہی مدارس سے علم حاصل کرکے ان عہدوں تک پینچتے تھے ۔ ایک مر بوط تعلیمی نظام کے بغیریہ لوگ آسان سے نازل نہیں ہوتے تھے۔ اس دور میں بر صغیر میں آنے والے ہر سیاح نے صرف اور صرف ایک چیز کی بے حد تعریف کی ہے اور وہ تھی اس خطے میں عام آدمی کی زندگی میں علم اور آ دب کے علاوہ فلفہ اور سیاسی امور کی اہمیت 1643ء میں جو کتاب پورپ میں چچپ کر عام ہوئی وہ ''مر تھا مس رد'' کاسفر نامہ تھا۔ اس کا ایک نیخ پنجاب آرکا ئیوز میں موجود ہے جس کی ورق گردانی آپ کو بتا دے گی کہ پورے ہندوستان میں ان تعلیمی اداروں کا کیسا جال بچھا ہوا تھا۔ صرف مشخصہ جیسے دور در از علاقے میں چار سوکالی تائم تھے۔ البتہ فرق ایک تھا اور وہ یہ کہ آج کے دور کی طرح مشخصہ جیسے دور در از علاقے میں چار سوکالی تائم تھے۔ البتہ فرق ایک تھا اور وہ یہ کہ آج کے دور کی طرح امتحان تی کہ دریے پاس کرنے اور ڈگری دینے کارواج نہ تھا۔ وہاں استاد اپنے ثاگر دوں کو روز پر کھتا تھا اور پھر ایک دن اعلان فرمادیتا تھا کہ اب میر ایہ شاگرد عالم ہوگیا ہے۔ چند بڑے سوالات یاد کرکے امتحانات دے کرڈگری حاصل نہیں کی جاتی تھی۔

1781ء میں کلکتہ مدرسہ قائم کرنے سے پہلے انگریز نے اس علاقے میں 1781ء سے مسلمانوں کے تمام تعلیمی اداروں پر پابندی لگادی۔ اب دارن ہیسننگز نے اس ''دینی مدرسے ''کی بنیادر کھی جسے صرف اور صرف دینی تعلیم کے لئے مختص کیا گیا۔ اس مدرسے کے فارغ التحصیل طلبہ کو اس طرح کی ذمہ دار یوں کا درس دیا گیا جیسا یورپ میں تحریک احیائے علوم کے بعد چرچ کے پادر یوں کو دیا جاتا ہے یعنی پیدا ہونے پر بیشمادے دو 'شادی پر جوڑے کو قانونی حیثیت دے دو 'مرنے کے بعد رسومات ادا کر دو اور اتوار کی عبادت کی قیادت کر لو۔ یہ چار ذمہ داریاں بالکل اسی نوعیت کے حساب سے بر صغیر کے علاء کو سونپ دی گئیں اور مسلمانوں کے قدیم مدارس کی طرز پر عیسائی مشنری سکول کھولے گئے۔ 1810ء میں کلکتہ میں پہلا مشنری سکول کھلا جس کے نصاب میں با تبل کی اضلاقیات کے دریعیم کو ذریعیم کے نصاب میں با تبل کی اضلاقیات کے دریعیم کو ذریعیم کے نصاب میں با تبل کی اضلاقیات کو ذریعیم کے دریعیم کو دریعیم کے نصاب میں با تبل کی اضلاقیات کو دریعیم کو دریعیم کے ساتھ تمام دنیا دی علوم پڑھائے جاتے تھے۔ انگریزی کو ذریعیم کے نصاب میں با تبل کی اضلاقیات کی کو دریعیم کے ساتھ تمام دنیا دی علوم پڑھائے جاتے تھے۔ انگریزی کو ذریعیم

تعلیم بنا یا گیااور تمام سرکاری نو کریوں کے لئے انگریزی لازم قرار دے دی گئی۔پورے ملک کے تمام تقلیمی اداروں سے قرآن وسنت خارج کردیا گیااور اسلامیات کو ایک اختیاری مضمون کی حیثیت دے دی گئ کہ جو کوئی اس کوپڑھنا چاہے پڑھ لے۔ تعلیم صرف سکول اور کالج تک محدود ہو گئی اور اس کے بعد کے نوے سالوں میں وہ زوال آیا کہ 1947ء میں انگریز جب بر صغیر کو چھوڑ کر گیا تو شرح خواندگی ۱۹۴ فیصد سے زیادہ نہ تھی اس دورِ زوال میں مسلمان مدارس نے وہ ذمہ داری بخوشی قبول کرلی جو انگریز نے دی تھی اور ایک ایسی کھیپ تیار کرنا شروع کر دی جو کم از کم قرآن وسنت کے علم کو محفوظ رکھیں اور اسے کو نے کو نے کونے تک پہنچائیں۔مغربی تعلیم کی بلغار اور انگریز حکومت کے مقابلے میں اپنے دینی علم کا تحفظ ان مدارس کا بنیادی مقصد بن گیا اور جس لگن اور ایمان داری سے انہوں نے یہ فریضہ نبھایا اس کی مثال نہیں ملتی۔

بلوچستان کے قمر دین کاریز یاب سیمہ جیسے دور افقادہ گاؤں ہوں 'سندھ میں مٹھی اور ڈیپلو کے ریگستان ہوں ' پنجاب میں بھکر، راجن پور یامیانوالی کا بے سر وسامان قصبہ ہو یاسر حدکی باندچوٹی پر آباد کوئی لہتی۔ پائی، بجلی، سیور تئے، تعلیم، صحت اور دیگر سہولیات سے بے نیاز ان مدارس کاپڑھا ہوا ایک شخص شح منہ اندھیرے مسجد کا دروازہ کھولتا ہے، صفیس درست کرتا ہے، چبوتر بے پر اذان دیتا ہے اور ان میں پانچ وقت نماز پڑھتا ہے۔ اکثر جگہ اس کی گزر بسر صرف اور صرف لوگوں کے گھروں سے کھانا یا شادی اور موت کی رسومات پر نذرانے کے سواکسی اور چیز پر منحصر نہیں ہوتی۔ پورے ملک کے طول و عرض میں کھیلے ہوئے یہ لوگ جو دانستہ یا نا دانستہ طور پر اللہ اور اسکے رسول الٹی آپٹی کے نام کو زندہ رہنے کی واحد عملات ہیں، یہ اگر موجود نہ ہوں تو لوگ اذان دینے اور نماز پڑھانے والے کو ڈھو نڈتے پھرتے کی واحد ہیں۔ انہوں نے یہ ذمہ داری گزشتہ دو سوسال سے اس طرح نبھائی ہے کہ آج تک کسی مسجد کے دروازے پر تالہ نہیں لگا کہ مولوی ہڑتال پر ہے، کبھی کوئی نماز لیٹ نہیں ہوئی۔
دروازے پر تالہ نہیں لگا کہ مولوی ہڑتال پر ہے، کبھی کوئی نماز لیٹ نہیں ہوئی۔

یہ ہیں وہ لوگ جواس ملک کے کوچ کوچ اور قریے قریے میں موجود ہیں۔ جہاں سرکار کانام ونشان خہیں یہ لوگ وہاں بھی موجود ہیں۔ کسی کاؤں میں چلے جائیں آپ کو سرکار کا ہمپتال ویران نظرآئے گا، وہاں کاسکول ہے آباد ہوگا'نہ ڈاکٹر کا کہیں پتہ چلے گااور نہ ہی استاد کالیکن وہاں ایک ہی آباد اور روشن مقام ہوگااور وہ اللہ کا گھر جس کی رکھوالی ایک مفلوک الحال درولیش مولوی کررہا ہوتا ہے۔اس مولوی سے دشمنی کی اور کوئی وجہ نہیں 'بس صرف ایک وجہ ہے کہ یہ اللہ کے نام کادانستہ یا نادانستہ طور پر نمائندہ بن چکا ہے اور اپنافرض نبھارہا ہے۔ لیکن جب بھی میرے ملک کے ''عظیم '' دانشوروں کو موقع ہاتھ آتا ہے جہاں مدارس کو سرکاری کھڑول میں کرنے کا نعرہ بلند کرنے لگتے ہیں۔ کبھی کسی نے سوچا ہے اس کے بعد

کیا ہوگا۔وہی جو تمام اداروں کے ساتھ ہورہا ہے۔ مولویوں کا تنخواہیں بڑھانے کے لئے اور دیگر مراعات کے لئے احتجاج شروع ہوگا،دھر نے، مساجد پر تالے اور درس و تدریس کا خاتمہ۔وہی حال جو ہم نے اپنے با ق تمام محکموں کا کیا ہے۔ جھے اپنے ان عظیم دانشوروں کی بیہ منطق اچھی لگتی ہے کہ تمام مدارس کو سائنسی اور جدید علوم پڑھانے چا ہمیں تاکہ روحانی اور مادی ترقی ساتھ ساتھ ہو لیکن کیا بیہ منطق کالجوں یو نیوسٹیوں اور اے لیول وغیرہ پر لاگو نہیں ہوتی کہ انہیں بھی قرآن و حدیث پڑھا یا جائے تاکہ معاشرہ میں ایک ہی طرح کا نظام تعلیم اور ایک طرح کے انسان جنم لیں۔ان اداروں میں توجو تھوڑا بہت اسلام موجود ہے، یہ لوگ اس کو بھی نکالنے کا نعرہ لگاتے ہیں۔اصل مقصد صرف بیہ ہے کہ تعلیم سے اللہ اور اس کے رسول کو دیس نکالا دے دو۔اسے امن کی شرط کہا جارہا ہے۔ یورپ نے 1900ء تک دین کو تعلیم سے نکال دیا تھا۔ تو کیا وہاں امن آگیا ؟ اس کے بعد اس نے دوعالمی جنگیں لڑیں اور کروڑوں انسانوں کا خون بہایا۔شاید تاریخ کسی کو یاد نہیں یا وہ یاد کرنا نہیں چا ہتا۔



#### نظب جماعيت

## دعوت دین کاکام منظم طریقے سے کیسے کریں؟

قاري محسد اماز صبافي

نوٹ: یہ مضمون استاد محترم مفتی محمد ایاز در انی صاحب کی کلاس سے بندہ نے ضبط تحریر میں لایا ہے جو انہوں نے یوسف آباد تحریک و تنظیم کے تمام شعبہ جات کے ذمہ داروں کو تربیتی کلاس میں ناظمین یونٹس کو تربیت دیتے ہوئے فرما یا تھا۔ تحریکی ساتھیوں اور قارئین کے استفادے کی خاطر مجلہ میں شامل اشاعت کیا گیا ہے۔

یہ کلاس تربیت اور خاص کر تنظیمی تربیت کے حوالے سے منعقد کی گئی ہے ،اور تربیت بھی خاص کر یو نٹول کے ذمہ داروں کی۔ لینی اُن کو میہ تربیت دی جائے کہ مقامی یونٹ اور حلقہ میں دین ودعوت کا کام کیسے کیا جائے۔۔۔؟

لیکن یو نٹوں میں عملی کام اور اُس کے طریقہ کار کو بیان کرنے سے پہلے تنظیم کے متعلق چند بنیادی باتیں سجھناضر وری بیں جو کہ آنے والے مضمون کے لیے تمہید ثابت ہو نگی۔ (۱) تنظیم کی اہمیت (۲) تعریف (۳) خصوصیات یالوازم

یہ اصطلاحات کیا ہیں ان کی کیا تعریف ہے؟

اہمیت کے حوالے سے بات اس لیے تفصیل سے نہیں کرتے کہ بار بار بیانات اور مختلف مجالس میں اس کے متعلق بات ہوتی رہی ہا قاعدہ کتاب ''ضرورت جماعت'' موجود ہے۔ لیکن اس کے متعلق بات ہوتی رہتی ہے اور اس پر میری با قاعدہ کتاب ''ضرورت جماعت'' موجود ہے۔ لیکن اس کے حوالے سے مختصراً یہ بات عرض کرتا چلوں کہ ازاوئے شریعت یعنی قرآن اور سنت کی روسے دعوت دین اور اقامتِ دین کے لیے اجتماعیت اور نظم شرط ہے۔

جیباکہ قرآن میں اللہ تعالی کاار شادہے: وَاهُو هُمْ شُوْدیٰ بِی اَللہ عَلَی اگر مسلمان کوئی اجتماعی کام کریں کے تو باہم مشورہ سے اسے طے کریں۔اب مشورہ اور شور کا تب ہوگی جب اجتماعیت ہواور ساتھ نظم بھی ہو۔
الفرض مسلمانوں کے لیے شور کی لازمی صفت ہے۔اس آیت کی دلالت النص سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام شورائی نظام کا متقاضی ہے لیکن اشارۃ النص کے ذریعے اس بات کی طرف بھی لازمی اشارہ ملتا ہے کہ

امت میں مسلمانوں کی ابٹما عی معاملات طے کرنے کے لیے اور باہم مشورہ کرنے کے لیے ایک جماعت قائم کرنے کا وجوب بھی معلوم ہوتاہے۔

نِي كريم المَّوْلَيَائِمُ نِهِ اللهِ عَلَى الْبَحِمَاعَةِ مِن عَمِوعَ فرمايا: يَدُ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ ـ

الله كاتعاون جماعت اوراجماعيت كے ساتھ ہے۔

تنظیم اوراجماعیت کی افادیت:

ایک فائدہ یہ ہے کہ کام ایک ساتھ اجھا کی طور پر ہو جاتا ہے۔ اگر ایک آد می انفرادی طور پہ پچھ کام کر ناچاہے تواسکااتنا بہتر ثمر ہاور نتیجہ نہیں نکلے گاجیسا کہ اجھا کی اور تنظیمی شکل فائدہ دیت ہے۔ ﴿ دوسر اکام میں بہتر کار کر دگی، حسن اور قوت پیدا ہوتی ہے اور یقیناً دین اور تحریک کو قوت پہنچتی ہے۔ اسکی مثال ایسی ہے کہ ایک اور ایک دو نہیں اابن جاتے ہیں۔ مطلب یہ کہ تنظیم ہی وہ واحد ذریعہ ہے جو لوگوں کی صلاحیتوں کو جمع نہیں کرتی بلکہ ضرب دیتی ہے۔آپ سب یقیناً اس مشہور سبق آموز کہانی سے

واقف ہونگے ''انفاق میں برکت ہے'' جبوہ بوڑھاکسان مرنے کے قریب ہوجاتاہے تواپیے بیٹول کو حکم دیتاہے کہ لکڑیاں جمع کرکے میرے پاس لے آؤ۔اور پھراُن کو حکم دیتاہے کہ لکڑیوں کے اس گٹھے کو توڑڈالو

جب وہ اس کے توڑنے میں ناکام ہو جاتے ہیں تو پھر کہتاہے کہ اس گئے م کو کھول کرایک ایک ککڑی کوالگ الگ کر کے توڑد و، بیٹے چند منٹوں میں لکڑیوں کو توڑ دیتے ہیں۔

پھر بوڑھااکسان بیٹوںسے مخاطب ہو کر کہتاہے کہ جب تک بید لکڑیاں اکٹھی تھیں تم اس کو توڑ نہیں سکے اور جب بیات کے ا اور جب بیرالگ الگ ہو گئیں تو تم لو گوں نے آسانی سے توڑ دیں اس طرح اگر تم بھی ایکے اتفاق اور اتحاد سے رہوگے تو تم کو کوئی ذرا بھی نقصان نہیں پہنچاسکتا اور اگربے اتفاق ہوگئے تو تمہار احشر بھی ان اکیلی الگ الگ لکڑی جیسے ہوگا۔ لکڑی جیسے ہوگا۔

یجی اجتماعیت کافائدہ ہے، جب اجتماعیت منظم ہواور ایک ہو توائل قوت اتنی مضبوط ہو جاتی ہے کہ خارجی عوامل ان پر کوئی اثر نہیں کرسکتی، دشمن ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچاسکتا۔

يى قرآن كا حكم ہے۔ يمي درس مميں قرآن مجيدنے بھى دياہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللَّهِ بَعِينَعًا۔ لِعنی قرآن وسنت اور دین کے ہر کام کے لیے ایک جان اور متحدر ہو۔ ﴿ ارکان اور ساتھیوں میں جواچھی صلاحیت ہوتی ہے، اُن صلاحیتوں کو اجا گر کرنے اور ایک بامقصد کام اور جگہ پر استعال کرنے کاموقع تنظیم ہی فراہم کرتی ہے، اور بیر اس لیے بھی ضروری ہے کہ اگران ارکان کی صلاحیتوں کواجا گرنہیں کیا گیا،ان کو صحیح جگہ پر بروقت استعال میں نہیں لائی گئی توایک موقع ایساآئے گا کہ یاتویہ صلاحیتیں اسلام، دین، قوم، ملت کے خلاف کسی غلط جگہ پر استعال ہو گئی۔ کیو نکہ یہ انسانی فطرت ہے کہ وہ جذبات کو کسی نہ کسی جگہ ضرور استعال کرتا ہے۔اب اگراس کو ہو گئی۔ کیو نکہ یہ انسانی فطرت ہے کہ وہ جذبات کو کسی نہ کسی جگہ ضرور استعال کرتا ہے۔اب اگراس کو Work Field نہیں ملا تو یہ صلاحیتیں ضرور ضائع ہو گئی۔اب آتے ہیں تنظیم کی تعریف کی طرف۔ تنظیم کی تعریف کی طرف۔ تنظیم کی تعریف کی طرف۔ تنظیم کی تعریف کی انسان کی تعریف کی طرف۔ تنظیم کی تعریف کی انسان کے دور انسان کی تعریف کی انسان کی تعریف کی دور مان کے دور کئی۔اب آتے ہیں تنظیم کی تعریف کی طرف۔

عام طور پر ایک تعریف به کی جاتی ہے کہ: دویاد وسے زیادہ افر دجع ہوں، اور کسی کام اور مقصد کے حاصل کرنے کا ارادہ کرلیں تواس کے ساتھ خود بخود ایک تنظیم وجود میں آتی ہے۔ دوسری تعریف:

تعظیم ارکان اور افراد کے اُس مجموعہ کو کہا جاتا ہے، جوا یک خاص اور متفق علیہ مقصد کے لیے ایک امروکی اطاعت میں ایک مرکز کے ماتحت، اصول اور ضوابط کا خیال رکھتے ہوئے اصلاح معاشرہ وہ دعوت دین اور اقامت دین کے لیے منظم طریقے سے مخوس منصوبہ بندی کے ساتھ کام کرے۔ یہ ایک جامح تعریف ہے۔ اس تعریف کام بر جملہ ایک مفید قید کے طور پر استعال ہوا ہے یعنی جماعت اور تنظیم تب ہے جب یہ چیزیں موجو دہوں، افراد کا مجموعہ مطلب یہ کہ انفراد کی کام کرنے والوں کو جماعت نہیں کہا جاتا، ایک خاص متفق علیہ مقصد۔ مطلب کہ ہر کسی کا علیحہ وہ علیحہ وہ مقصد ہوتو بھی یہ جماعت اور تنظیم نہیں۔ اس طرح ایک امیر کا ہونا اور پھر اُسی کی اطاعت میں کام اور ایک مرکز کا ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ دین اسلام میں امیر کی اطاعت اور مرکز کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ پیغیم پاک مائی آئی آئی جب مدینہ تشریف لائے توسب سے پہلے مسلمانوں کی جماعت کے لیے دینی مرکز مسجد قبالور پھر مسجد نبوی کی بنیا در کھی۔ اس تناظر میں دینی تحریکی کام کرنے والوں کہا عت کے لیے دین مرکز مسجد قبالور پھر مسجد نبوی کی بنیا در کھی۔ اس تناظر میں دینی تحریکی کام کرنے والوں کے لیے مرکز کا ہونا خواس کے کام اور جہاں ساتھیوں کے مل بیسے کے لیے اپنی عبد اور مرکز نبیس اُن کے کام ماور جہاں ساتھیوں کے مل بیسے کے لیے اپنی عبد اور مرکز نبیس اُن کے کام میں زمین آسان کافرق ہے

اوراس طرح جماعت کے لیے اصول وضوابط کی پابندی بھی ضروری ہے۔اگراصول وضوابط کی پابندی نہیں ہوگی توافرا تفری ہے گی۔اس کے بعداگلاکام ہو گااصلاح، دعوت اورا قامت لیکن اس کے لیے منظم طریقے سے کام کرنااور بہتر منصوبہ بندی ضروری ہے اگریہ دونوں چیزیں نہ ہوں تو پھر کام آگے نہیں جائے گا ا گرچہ بہتر مقصد ، بہتر اصول اور اخلاص موجود کیوں نہ ہو۔ یہ وہ بنیادی با تیں ہیں جو تنظیم کے لیے لازم وطروم ہیں اور حقیقت بھی بہی ہے۔

نظم اور تنظيم كي خصوصيات اور لوازم:

تنظیم اور جماعت کے لیے وہ بنیادی اور اہم صفات اور امور جن کا اپناناار کان اور ذمہ دار ان تنظیم کے لئے بے حد ضروری ہے۔ (۱) عمومی لوازم (۲۰۰۰) خصوصی لوازم خصوصی لوازم : خصوصی لوازم: خصوصی لوازم: خصوصی لوازم: خصوصی لوازم:

## (۱) صحیح مقصد:

یعنی تنظیم کے لیے ضروری لوازمات میں سے ایک بیہ ہے کہ کہ تنظیم کامقصد، ہدف، منشور صحیح ہو۔ اب اس کے تناطر میں اگردیکھا جائے، ہماری تحریک کامقصد اصل میں مقصد بعثت نبوی ہی ہے۔ جس میں اصلاح وعقائد اعمال، دعوتِ دین، اقامتِ دین، تعلیم و تعلم وغیر ہ شامل ہیں جیسے قرآن میں ذکر ہے:

#### (۲) نىپت:

نیت کا صحیح ہونایااخلاص بیہ تنظیم کے لیے ایک بنیادی اور لازمی شرط ہے باقی سارے مقاصد مثلاً دعوت، تعلیم ،امامت وغیر ہاس مقصد کے ذیل میں توہو سکتے ہیں مگراس سے ماور انہیں ہو سکتے ورنہ تنظیم اور جماعت کی ساری کاوشیں ضائع ہو جائیں گی۔اگر مقصد بہت ہی عمدہاور اعلی ہولیکن نیت ٹھیک نہیں تو پھر خود غرضی یا مادہ پرستی ہے یادوسر سے کامقابلہ اور دوسر سے کو نیچا کرنا ہے۔جو بہت خطرناک بات ہے۔ (س) تقوی کی:

یہ تقویٰا تنامفصل عنوان ہے کہ اتنے تھوڑے وقت میں بیان کر نامشکل ہے کیونکہ بیہ تقویٰ پھر عقیدے کے تقویٰ، عمل کے تقویٰ،اخلاق و کر دار کے تقویٰ حتی کہ تنظیم کے تقویٰ سب کو شامل ہے۔اگر اس کو تنظیم کی طرِفسے کوئی عہدہ یاکام سپر دکیا گیاہے تواس کام کے حوالے سے بھی تقویٰکا خیال رکھنا چاہیے یعنی عہدہاور ذمہ داری سپر دہوئی تو تقولی کا نقاضا یہ ہے کہ ذمہ داری انجام کو پہنچادی جائے۔اسی طرح تنظیم کی طرف سے اس کو فنڈ وغیر ہ کی نگرانی کاعہدہ ملاہے یا شعبہ مالیات کا مسول مقرر ہواہے تو تقویٰ کا نقاضاہے کہ اس میں خیانت نہ کرے۔

#### (۱۲)اخوت:

شظیم کے ارکان کے مابین اخوت بھائی چارہ ایک لازمی امر ہے اور ارکان کے مابین اخوت کا جذبہ ضروری ہے۔اگر ہاہم تعلقات اچھے نہ ہوں اِنّکہا الْمُؤُمِنُونَ اِخْوَةَ کَی بنیاد پر نہ ہو۔ تو تنظیم کیسے چل سکتی ہے۔ (۵) شور ائیبت:

اسلامی نظم کااگلاخصوصی لازمہ شورائیت ہے۔اس سنت اور طریقہ کو قائم رکھنے کے لیے نبی کریم المھالیّائیم کو تھم بھی دیاگیاکہ وکشاوِدُ ہُدُ فِی الْاَهْرِ۔ (آلعمران) چنانچہ اسلامی نظم میں ہر سطح پر شورائیت کا قیام بہت ضروری ہے۔

#### (٢)اعتساب:

یہ ایک بنیادی عضر ہے۔ شور کا کے بعد احتساب نہ ہو۔ تو تنظیم ترقی کی راہ پر گامز ن نہیں ہوسکتی۔ مثلاً شور کا میں ارکان کو مختلف کام سونپ دیئے گئے اب احتساب اور پوچھ کچھ نہ ہو، تو کام نہیں چل سکتا۔ للذا نظم میں ہر ذمہ دار کے احتساب کا مناسب طریقہ ہونا چاہیے۔ یہ احتساب اصلاح کے جذبے کے ساتھ اور پورے برادرانہ جذبے کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہونا چاہیے۔ ہمیں اس کی واضح مثال موجو دہے ، اسلام میں ایسے آزاد نہ احتساب موجو د تھا

عمومي لوازمات: يه بهي تقريباً چدامورين:

#### (۱) منصوبه بندی:

منصوبہ بندی تحریک کے لیے ایک لازمی امرہے۔ جس تحریک، جس حکومت، یہاں تک کہ جس آدمی کی اپنی ذات کے حوالے سے، او قات کے یاکار و بار کے حوالے سے منصوبہ بندی نہ ہو، توبیہ آدمی ناکام ہے۔ پھر منصوبہ بندی ٹھوس ہونی چاہیے، منصوبہ بندی جتنی بہتر ہوگی اُتناہی تحریک اور کام آگے جائے گا۔ لیکن افسوس آج ہمار ابڑا المیہ یہ ہے کہ ہم میں جماعتی سطح پر ، قومی سطح پر حتی کہ ذاتی سطح پر بھی منصوبہ بندی کا فقد ان ہے۔ اب منصوبہ بندی ہے کیا چیز؟ اپنامقصد کار متعین کرنے اور اس کا اندازہ لگانے کے بعد یہ طے کرنا کہ اس متعلقہ کام اور منصوبے پر کب پنچناہے؟ کیسے پنچناہے؟ پنچنے کے لیے وسائل کیسے فراہم ہوں گے؟ یہ چار سوالات بنتے ہیں۔ چھوٹے سے چھوٹاکام ہو یابڑے سے بڑاکام ،آپ کوان کاجواب دیناہو گا کہ ہمیں کہاں پہنچنا ہے؟ کس طرح پینچیں گے؟ چہنچنے کے کیے ہمیں کس چیز کی ضرورت ہو گی۔وسائل اور ذرائع انسانی مالی، معاشی،روحانی واخلاقی اور سیاسی کیسے فراہم ہوں گے اور کہاں سے آئیں گے ؟ایک موکثر تحریک و تعظیم کے لیے بیراہم اصول ہے۔ (۲) تنظیم کاریا تقسیم کار:

پھر صرف منصوبہ بندی ہی نہیں بلکہ منصوبہ بندی کے بعد تقسیم کار بھی ضروری ہے۔ تنظیم میں کام کرنے کے لیے ایک ڈھانچہ اور ترتیب کاہو ناضر وری ہے۔اسی ڈھانچہ میں مختلف مناصب کے لیے فرائض ذمہ داریاں،اختیارات وحقوق کا تعین کرنا، کون کس کوجوابدہ ہے اور کس کام کے لیے ذمہ دارہے۔ کتنے شعبہ جات ہو نگے اور پھران کاآپس میں کیا تعلق ہوگا۔ان کے باہم کام کرنے کاطریقہ کار کیا ہوگا۔

#### (۳)افرادِ کار:

اب اس کام کے کرنے کے لیے مناسب افراد کا چناؤ کہ جس کوجو کام سونیا جار ہاہے وہ رجال کار میں سے ہو، وہ اس کام کو سمجھتا ہو،اس کے حوالے ہے اُس کی تربیت ہوئی ہویا تربیت دیناچاہیے۔ پھراس کے کام کی مگرانی کرنا،اس کومراعات مہیا کرنا،ان کے مسائل حل کرنا۔اکٹراو قات ہم ذمہ داری توحوالہ کردیتے ہیں لیکن ان باتوں کا خیال نہیں رکھتے جس کے نتیجے میں متعلقہ کام آگے نہیں جاسکتااور ترقی رک جاتی ہے۔

#### (۴) بدایات:

اب کام سونپ دیا گیاذ مه دار جانتا بھی ہے کہ کام کیسے کیا جاتا ہے، لیکن پھرایک ضروری اور لاز می امریہ ہے کہ بالائی نظم،امیر اور مرکز کی طرف سے ہدایات دیناضر وری ہے اور ذمہ دار کو بھی اس کے لیے سعی ہدایات کے مطابق کرنی چاہیے اس میں قیادت کاجو کردارہے وہ بہت اہم ہے۔

#### (۵) بالهمى تعاون اور رابطه:

مختلف شعبوں اور افراد کو ایک دوسرے کے کام، مسائل، ضروریات اور رفتار کام سے آگاہ رکھنا ضروری ہے۔ ظاہر ہے کہ سب لوگ ایک ہی مقصد کے حصول کے لیے کام کررہے ہیں اور جب تک اس بات کا پیۃ نہ ہوکہ اسی نظم کے دوسرے لوگ کس انداز سے کام کررہے ہیں تووہ ایک باہم مربوط مشین کی طرح کام نہیں اوراسی طرح ایک شعبہ دو سرے شعبے ،ایک رکن دو سرے رکن سے اور ایک ذمہ دار کو دو سرے ذمہ دار کے ساتھ باہم تعاون کا مظاہر ہ کرناچاہیے اور کام تعاونوا علی البر والتقویٰ کی بنیاد پر آگے لے جاناچاہیے۔ (۲) ربورٹ:

آخری لاز منکام کے متعلق مختلف قسم کی رپورٹیں تیار کر نااور رپورٹ لیٹااور رپورٹ دیٹاہے۔ جسسے بالائی سطح کے نظم کو تحانی نظم کے حوالے سے ہروقت علم ہو تاریخ تاکہ آیاکام تھیچے طریقے سے ہورہاہے کہ نہیں۔ مقررہ منصوبہ کے مطابق ہورہاہے ،اس میں کیا مسائل اور مشکلات پیش آرہے ہیں۔اس پر خرج میزانیہ کے مطابق ہے کہ نہیں،کار کردگی کیاہے وغیرہ۔

## 





## ﴿ اذان كے بعب دائگو سھے چومت ﴾

سوال: جب موذن اذان کے تواس وقت انگو تھے چومناشر عاکیساہے؟

جواب: آذان کے وقت انگوٹھے چومناکسی صحیح روایت سے ثابت نہیں ،اس کو ثواب کی نیت سے چومنا بدعت کے زمرے میں آتا ہے جو کہ گناہ ہے اور بغیر نیت کے بھی نہیں چومناچا ہیے کیو نکہ دو سرے لوگ پھر اس کو شریعت سمجھ کر کریں گے للذا پچناضر وری ہے۔

والدليل على ذالك: ولا يسن زيادة وبركاته وان كان قد جاء فيها حديث ضعيف واشار اليه بعض العلماء ولكهنا بدعة اذلم يرو فيها حديث صحيح\_

[شرح المسلم للنوويّ: ۱۸۱/]

## ﴿ ناباك كِبر ا كفي دهون كاطريقه ﴾

سوال: منی سے جو کپڑے ناپاک ہوگئے ہوں اٹکوپاک کپڑوں کے ساتھ واشنگ مشین میں دھونااور پھر ایک بالٹی پانی میں ڈیو کر نکالنے سے کیاسارے کپڑے پاک ہوجاتے ہیں؟ اگر نہیں تو برائے مہر بانی کوئی طریقہ بتائے؟

جواب: اگرمر كير الگ بالئي مين صاف بإنى سے دھويا جائے تو باك موجاتا ہے۔

والدليل وهذا كله اذا غسل في اجأنة اماً اذا لو غسل في غديرا وصب عليه ماء كثيرا او اجرى عليه الماء بلا شرط العصر وتجفيف وتكرار غميس\_[ردالمحتار: / ٣٣٣] ﴿ نان نفق \_\_ كاعن لط دعوى ﴾

سوال: ایک عورت کی شادی ہوگئی شادی کے بعد وہ اپنے باپ کے گھر چگی گئی اور شوہر پریہ دعویٰ کیا کہ اس نے شادی کے چار مہینے بعد مجھے اور میری بٹی کو گھرسے نکالا، اب یہ عورت اس دعویٰ کے ذریعے عدالت میں اپنے اور اپنی بٹی کے لیے خرچ طلب کر رہی ہے۔ کیا اس عورت کا یہ دعویٰ صحیح ہے کہ شادی کے چار مہینے بعد شوہر نے مجھے اور میری بٹی کو گھرسے نکالا۔ جواب: شریعت مطہرہ کی روسے کسی غلط اور جھوٹی بات سے جس چیز پر دعویٰ کیا جائے وہ دعویٰ قابل قبول نہیں کیو نکہ دعویٰ کا بناءاور اس کی بنیاد ہی فاسد پر ہے۔

صورت مذکورہ میں عورت کا بیہ کہنا کہ چار مہنے ن بعد مجھے اور میر ی بیٹی کو نکالا بیہ محال ہے کیو نکہ فقہاء کی عبارات سے واضح ہے کہ شادی کے بعد ولادت کی کم سے کم مدت چھے ماہ ہے۔ چو نکہ دعویٰ کی بنیاد محال چیز پر ہے للذا بید دعویٰ عدالت میں قابل ساع نہیں۔

والداليل على ذالك: ما قاله سليم رستم بأل والبناء على الفاسد فاسد والداليل على ذالك: ما قاله سليم رستم بأل والمالية المالية ال

وقال الجصاص: عن ابن مسعود قال حدثنا رسول الله ان خلق احد كمريجيع في بطن أمر اربعين يوماً نطفة ثمريكون علقة مثل ذالك ثمريكون مُضَخَّةً مثل ذالك ثمريبعث الى المكردددالخ ملكدددالخ [اكام القرآن للجماص:٢٩٢/٣]

### ﴿شوہر کا بیوی کے ترکہ مسیں حصہ ﴾

سوال: کیافرماتے ہیں علائے کرام اس کے بارے میں کہ ایک بندہ فوت ہو چکاہے اور اس کے چھ بیٹے اور
ایک بیٹی ہے۔ والد کی وفات کے بعد بیٹی بھی فوت ہو گئی ہے اور اس کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ البتہ صرف شوہر
زندہ ہے۔ سوال بیہ ہے کہ شوہر کو اس کے ترکہ میں سے پچھ ملے گایا نہیں اگر ملتا ہے تو کتنا حصہ۔
جو اب: بشر ط صد تی و ثبوت اگر وفات پانے والے شخص کے چھ بیٹوں اور ایک بیٹی کے علاوہ کوئی زندہ
وارث موجود نہ ہو تو اس کا کل ترکہ مذکورہ ورثاء میں اس طرح تقسیم کیا جائے کہ ہر بیٹے کو بیٹی سے دوگنا حصہ
ملے۔ اس کے لیے کل مال و جائیداد کو تیرہ (13) برابر حصوں میں تقسیم کیا جائے ہر ایک بیٹے کو دو صے جبکہ
بیٹی کو ایک حصہ ملے گا۔ پھر اس عورت کی وفات کے وقت اگر شوہر اور بھائیوں کے علاوہ کوئی اور زندہ وارث
موجود نہ ہو تو اس عورت کا مال دو برابر حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ (آدھامال) شوہر کو دیا جائے اور باتی
دھا بھائیوں میں برابر تقسیم کیا جائے۔

والدليل على ذلك: قال الله تعالى يُؤصِينكُمُ اللهُ فِي اَوُلادِكُمُ لِللَّه كَوْ مَثُلُ حَظِّ الْانْفَينِ فِي الساء: ١١] الْانْفَينِ فِي الساء: ١١]

وقال وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزُوا جُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدَّ [الناء:١٢]

# مثالی مسلمان عورت کے تعلقات

. نب در منى الاسسلام ندوى

#### این رب کے ساتھ:

- ایندب کی عبادت گزار رہتی ہے۔
- نماز کی ادائیگی کواچھا بناتی ہے اور نماز پنجگانہ کو قائم رکھتی ہے۔
  - ده سنن مو کده اور نوافل بھی ادا کرتی ہے۔
    - اینال کی زائوۃ بھی دیتے ہے۔
- اہ رمضان کے روزے رکھتی اور اس کی راتوں کو قیام کرتی ہے۔
  - 💠 نفلی روزے بھی رکھتی ہے۔
  - دہیتاللہ کا چ بھی کرتی ہے۔ وہ عمرہ بھی کرتی ہے۔
    - ایٹے پر ور د گار کے تھم کی اطاعت گزار ہوتی ہے۔
      - \* کسی اجنبی کے ساتھ خلوت نشینی نہیں کرتی۔
- وہ آزاد نہ اختلاط سے اجتناب کرتی ہے اور شرعی حجاب کی پابندی کرتی ہے۔
- خیر محرم مر دول سے مصافحہ نہیں کرتی اور محرم کے بغیر سفر نہیں کرتی۔
  - 💠 الله تعالى كى قضاو قدر پرراضى رہتى ہے۔
  - وہ ہر دم اللہ تعالی کی طرف رجوع کرنے والی ہوتی ہے۔
  - اینخافراد خانه کی بابت اپنی مئولیت کوخوب سمجھتی ہے۔
    - \* اس کامقصداللہ تعالی کی رضامندی ہی ہوتاہے۔
      - \* معنوى عبوديت كى حقيقت كوجانتى ہے۔
        - دینالی کی نفرت میں کام کرتی ہے۔
  - 💠 اپنی اسلامی شخصیت اور سیچ دین کے ساتھ سر بلندر ہتی ہے۔
    - اس کی جال نثار ی اور عبث فقط الله واحد ہی کے لیے ہے۔
    - وهامر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام بھی کرتی ہے۔

کثرت سے تلاوت قرآن کریم کرنے والی ہوتی ہے۔

مثالی مسلمان عورت کا تعلق اپنی ذات کے ساتھ:

(الف) اینے جسم کے ساتھ

💸 وہاینے خور دونوش میں اعتدال پسند ہوتی ہے۔

جسمانی ورزش کامسلسل اہتمام کرتی ہے۔

اور کیڑے صاف رکھتی ہے۔

وہاینے منہ اور دانتوں کی صفائی کا بھی خیال رکھتی ہے۔

دہاینے بالوں کو سنوار کرر کھتی ہے۔

💠 ظاہری شکل وصورت میں بہترین بنتی ہے اور زیبائش کے معاملے میں نمود و نمائش نہیں کرتی۔

(ب) اپنی عقل کے ساتھ

وہاپنی عقل کو علم سے آراستہ کرتی ہے

جن امور میں مہارت حاصل کرنی ضروری ہے۔اس میں مہارت حاصل کرتی ہے۔

خرافات سے دور رہتی ہے۔

💠 مطالعہ سے لا تعلق نہیں ہوتی۔

(ج) اپنی روح کے ساتھ

عبادت گزاری اور تزکیه نفس کا التزام کرتی ہے۔

نیک سہبلی اختیار کرتی اور ایمانی مجالس اختیار کرتی ہے۔

اذکار مسنونه وادعیه ما توره کابکشرت اجتمام کرتی ہے۔

مثالی مسلمان عورت کا تعلق اینے والدین کے ساتھ:

اینے والدین سے نیکی کرتی ہے خواہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں۔

\* ان کی نافر مانی سے حد درجہ ڈرتی رہتی ہے۔

\* اپنی مال سے پھراپنے باپ سے نیکی کرتی ہے۔

ان سے نیکی کرنے کا حسن اسلوب اختیار کرتی ہے۔

مثالی مسلمان عورت کا تعلق اینے خاوند کے ساتھ:

اینے خاوند کی اطاعت گزار ہوتی ہے۔

اینے خاوند کے اہل خانہ بالخصوص اپنی ساس سے نیک سلوک کرتی ہے۔

خاوند کی جان جانال بن کراس کی رضامندی کی متلاشی رہتی ہے۔

دہشوہر کے رازانشانہیں کرتی۔

اس کے ساتھ مشورہ میں شامل ہوتی اور اس کا ساتھ دیتی ہے۔

دەاسے فی سبیل الله خرچ کرنے پر ابھارتی ہے۔

💠 اطاعت الهی پراس کی معاونت کرتی ہے۔

اس کے دل کو محبت اور خوشی سے بھر دیتی ہے۔

اس کے لیے تزئین وآرائش کرتی ہے۔

اسے خوشی،انس و محبت اور شکر گزاری کے انداز سے ملتی ہے۔

💠 اس کی خوشیوں اور غموں میں برابر شریک ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ دوسروں سے نگاہیں نیچے رکھتی ہے۔

اس کے سامنے غیر عورت کے اوصاف بیان نہیں کرتی۔

اس کے لیے آرام ، راحت اور سکون کویقین بناتی ہے۔

اعلی کردار کی حامل اور شخصیت کی قوی ہوتی ہے۔

کامیاب بیوی ثابت ہوتی ہے۔

مثالی مسلمان عورت کا تعلق اپنی اولاد کے ساتھ

اولادے متعلقہ اپنی ذمہ داری کاادراک رکھتی ہے۔

ان کی تربیت میں نفع منداسلوب اختیار کرتی ہے۔

\* ان پراپنی محبت ومہر بانی نجھاور کرتی ہے۔

اپنے پچوں اور بچیوں کے در میان مساوی سلوک کرتی ہے۔

وہ بچوں اور بچیوں کے در میان شفقت ونر می میں امتیاز نہیں کرتی۔

اپنیاولاد کوبددعائیں نہیں دیتی۔

ان کی رہنمائی و کر دار سازی میں ہر ممکن ومؤثر کام بجالاتی ہے۔

ان میں مکارم اخلاق کے چی ہوتی ہے۔

مثالی مسلمان عورت کا تعلق اپنی بہواور داماد کے ساتھ

(الف) اپنی بہوکے ساتھ۔

اپنی بہو کے لیے اس کا نقطہ نظر مثبت ہوتا ہے۔

بہوکے انتخاب کرنے میں اچھائی کو اختیار ہے۔

ازدواجی گھر میں اس کے وجود کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

💸 وہ نصیحت توکرتی ہے لیکن بہو کی شخصی زندگی میں دخل نہیں دیتے۔

بہو کی عزت نفس کا خیال کرتی ہے اور اپنی بہو کے متعلق حکمت اور عدل سے فیصلہ کرتی ہے۔

(ب) اینے داماد کے ساتھ۔

داماد کے متعلق اس کانقطہ مثبت ہوتاہے۔

اس کاحسن انتخاب کرتی ہے اور اس سے نیک رویہ اپناتی ہے۔

بہترین ازدوا جی زندگی گزرانے کے لیے اپنی بیٹی کی مدد کرتی ہے۔

اپنی بیٹی کی طرف داری کی بجائے عدل کرتی ہے۔

شکلات کاسامنا کرنے میں حمثی ومہارت کو کام میں لاتی ہے۔

مثالی مسلمان عورت کا تعلق اینے عزیز وں اور رشتے داروں کے ساتھ

💠 صله رحمی کے اگرام ومقام کاخیال رکھتی ہے۔

مسلمان خاتون اسلامی ہدایات کے مطابق صلہ رحمی کرتی ہے۔

💠 دہ غیر مسلموں سے بھی صلہ رحمی کرتی ہے۔

دەصلەر حى كواس كے وسيع ترمفہوم میں ليتی ہے۔

دەصلەر حى جارى ركھتى ہے خواەر شتە دارنە بھى مليں۔

مثالی مسلمان عورت کا تعلق اپنی پروسنوں کے ساتھ:

ہمسائیوں کے متعلق اسلامی ہدایات پر کار بندر ہتی ہے۔

﴾ ہسامیوں کے مسل اسلامی ہدایات پر فار بندار بی ہے۔ \* اینے پڑو سیوں کے لیے وہی چیز پسند کرتی ہے،جوایئے لیے کرتی ہے۔

- بن بقدر ہمت اپنے ہمسابوں سے حسن سلوک کرتی ہے۔
- دہانے غیر مسلم ہمسائیوں سے بھی حسن سلوک کرتی ہے۔
- ہسائیوں کے ساتھ نیکی کرنے میں قریبی اور زیادہ قریبی کا خیال رکھتی ہے۔
  - ۳۶ سچی مسلمان خاتون بہترین ہمسائی ہوتی ہے۔
  - بری ہمسائی نعمت ایمان سے محروم ہوتی ہے۔
- ج ہمسائیوں سے براسلوک رکھنے والی کے عمل برباد ہو جاتی ہیں۔اپنے ہمسابوں سے نیکی کرنے میں کوئی کو تاہی نہیں کرتی۔
  - اپنی ہسایوں کے فتوں اور اذیتوں پر صبر کادامن تھام کرر کھتی ہے۔

مثالی مسلمان عورت کا تعلق اپنی بہنوں اور سہیلیوں کے ساتھ:

- ان سے اللہ کے لیے محبت کرتی اور بھائی چارہ رکھتی ہے۔
- اللہ کے لیے محبت رکھنے والیوں کے مقام و مرتبہ کااحساس رکھتی ہے۔
- مسلمانوں کی زندگی میں اللہ کے لیے محبت رکھنے کے اجرات کا احساس رکھتی ہے۔
  - ابنی بہنوں سے قطع تعلق نہیں کرتی۔
  - ان کی غلطیوں سے چٹم پوشی کرنے والی ہوتی ہے۔
    - اپنی بہنول سے خندہ پیشانی سے ملتی ہے۔
      - 💠 ان کی خیر خواہی کرتی رہتی ہے۔
        - الكوكاراور فاشعار ہوتی ہے۔
    - ان سے شفقت ونر می برتنے والی ہوتی ہے۔
      - \* ان کی غیبت نہیں کرتی۔
  - دہ جھکڑے،اذیت ومزاح اور وعدہ خلافی سے اجتناب کرتی ہے۔
    - اپنی بہنوں کے ساتھ فیاضی وسخاوت کا برتاؤ کرتی ہے۔
    - بہنوں کی عدم موجود گی میں ان کے لیے دعائیں کرتی ہے۔





## **فنكرودانث**ر

## درخت ایک اُستاد

در خت زمین کے اوپر کھراہے۔ مگر زمین کے اندراپنی جرایں جماتاہے۔ وہ نیچے سے اوپر کی طرف بڑھتاہے،نہ کہ اوپرسے نیچے کی جانب۔درخت گویامعلم ہے جوانسان کویہ سبق دےرہا ہے کہ اس دنیامیں ترقی کرناچاہتے ہو تواپنی جڑیں مضبوط بناؤ، پھراس پر کامیابی و کامرانی کی بڑی بڑی عمار تیں تغمیر کر سکو گے۔اگر آپ کی جڑیں کھو کھلی ہوں گی تو کسی وقت بھی معمولی سی آند ھی اور ہواسے نیچے آگروگے۔اس لیے دعوت، تعلیم اور کار وبار مزید پھیلانے کے بجا ئے اسے مضبوط بنیاد فراہم کی جائے تود یکھیے آپ کی معمولی سے توجہ اسے ترقی کی طرف گامزن کر ویے گی۔

بات کرنے میں تین احتیاطیں

انسان اگرمنہ سے بات نکالنے سے پہلے ان باتوں کوذہن میں رکھیں توبہت سی نازک ر صورتِ حال سے بحاجا سکتا ہے:

(۱) مخاطب کو سمجھے۔ (۲) اپنی بات کہنے میں معتدل رہے۔

(۳) اپنی بات کامتو قع رد عمل متعین کیجے۔

اخبار واحوال

جامعہ و ملحقہ شعبہ جات کے معمولات و سرگرمیاں

محسد بلال خلسيل

## جامعه تبلغ القرآن

#### اصلاحی بسیان:

- اصلاح عقائد واعمال کے ذریعے اصلاح معاشرہ جامعہ کی اولین کو حشش رہی ہے، اسی لئے جامعہ کے اساتذہ مختلف او قات اور مقامات پر اصلاحی بیانات کا سلسلہ جاری کیے ہوئے ہیں جن میں عقائد واعمال کے علاوہ گھریلومسائل، تربیت اولاد، معاملات کی در نظی، پر دہ وغیرہ موضوعات کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ اسی مناسبت سے کیم جنوری 2015 بعد نماز عصر محترم جناب سمس الحق صاحب نے خواتین کی اصلاح کے لیے "عید میلاد النبی کی حقیقت "کے موضوع پر اصلاحی بیان فرمایا۔
- 15 جنوری 2015 بعد نماز عصر محرّم مولاناحشمت علی صاحب نے خواتین کی اصلاح کے لیے "خشیت الٰی" کے موضوع اصلاحی بیان فرمایا۔
- 5 فروری 2015 بعد نماز عصر محترم مفتی محمد ایاز صاحب نے خواتین کو "رجوع الی القرآن "کے موضوع پر اصلاحی بیان فرمایا۔

## 3 ساله ف الله عناصله وينسات كورسس المتحانات ونتائج:

9 فروری 2015 کو فاضلہ دینیات-Batch کے پہلے سمسٹر کے امتحانات لیے گئے۔ اور نتائج کا اعلان کیا گیا۔

#### لائتبريري پرنسسر:

جامعہ تبلیخ القرآن ''اسلامک ریسر ہے لائبریری'' میں پر نٹنگ وسکیننگ کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ملٹی فنکشن(a-in-one) پرنٹر انسٹال کیا گیا۔

#### درس نظامی

#### درسس نظامی، بزم طلب:

دعوت حق کی تبلیغ و تروت کے لیے طلبہ میں تقریری صلاحیت پیدا کرنے کے لیے 8 فروری 2015 کو بزم اوب (انجمن) کا انعقاد کیا گیاجس میں تمام در جات کے طلبہ نے حصہ لیا۔

## يوم سسر پرستان و تقسيم انعسامات.

جامعہ کے شعبہ درس نظامی (بنین وبنات) کی کار کردگی اور پر فار منس کا مظاہر ہ کرنے کے لیے ہر سال یوم سرپر ستان منعقد کیا جاتا ہے۔

امسال 18 جنور کا 2014 کو بنین و بنات کے چارہ ای امتخانات کے نتیج کے موقع پریوم سرپرستان و تقسیم انعامات منعقد کیا گیا۔ پروگرام میں والدین نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ طلبہ نے بیانات اور دوسری سر گرمیوں میں حصہ لیا، جامعہ کی کار گردگی پیش کی گئی۔ تقریب سے جامعہ کے منتظم اعلیٰ مولاناڈا کٹر حشمت علی صاحب اور رئیس جامعہ مولانامفتی محمد ایاز صاحب نے خطاب کیااور آخر میں پوزیشن ہولڈر طلبہ وطالبات میں انعامات تقسیم کیے گیے۔

## تبليغ القرآن تغليمي سوسائلي

### ببلاسالات كونشن

تبلیخ القرآن تغلیمی سوسائی کے زیراہ تمام سوسائی سے ملحقہ مکاتیب کے معلمین ومعلمات کے لیے 11 جنوری 2015 کو پہلاسالانہ کنونشن منعقد ہوا۔

کونش میں ڈاکٹر حشمت علی صافی صاحب نے سوسائی کے مقاصد واہداف بیان کیے، مہمانان خصوصی مفتی حبیب الرحلن، ڈاکٹر ممتاز علی اور ڈاکٹر حافظ فیاض صاحبان نے خطاب جبکہ آخر میں رئیس جامعہ تبلیخ القرآن مفتی محمد آیاز نے دعائیہ کلمات ادا کیے۔سوسائٹی کے گران قاری لقمان احمد صاحب نے تقریب کے انتظام کیا۔ احمد صاحب نے تقریب کے انتظام کیا۔ اسی طرح تبلیخ القرآن تعلیمی سوسائٹی کے تمام مکاتیب کے لیے سال 2015ء کے لائحہ عمل کے مطابق نیا نصاب سلیس دیا گیا۔

سوسائی کے زیرانظام تمام مکاتیب (بنین وبنات) کے لیے 22 فروری کو بزم ادب کا انعقاد کیا گیا۔ پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کو انعامات سے نوازا گیا۔

## معلمات تربسيتي وركشاپ:

27 جنوری 2015 کو جامعہ کے ملحقہ مکاتیب کے معلمات کے لیے تربیتی ور کشاپ منعقد ہوئی۔ جس میں ڈاکٹر حشمت علی صافی صاحب نے کلاس منیج بنٹ معلمات کے اوصاف اور کلاس میں روبیہ Class) (behavior سے متعلق تربیت دی ۔ورکشاپ میں 28معلمات نے شرکت کی۔

#### اصلاحي كلاسس:

<del>29 جنوری2015 کو ش</del>عبہ اطفال (بنات) کے لیے اصلاحی کلاس منعقد ہوئی، جس میں مکٹی میڈیا کے ذریعے نماز کا عملی طریقه، مسنون دعائیں اوراسلامی کہانیاں پیش کی گئیں۔

#### 40روزه تجويد كورسس:

31 جنوری 2015سے تبلغ القرآن تعلیمی سوسائٹی کے زیراہتمام مکاتیب کی معلمات کے لیے "40روزہ تجوید کورس" شروع کیا گیا۔ کورس پڑھانے کی خدمات سوسائٹی انجارج قاری لقمان احمد صاحب کی خدمات وے رہے ہیں۔ کلاس میں 28معلمات اور یکا اسزی طالبات نے شرکت کی۔ تنظيمي سر تحرميان

#### مقنن احبلاسس:

مرکزی کلینڈر فائنل کرنے، 2015 کے جاری کردہ سالانہ لائحہ عمل کو عملی شکل دینے اور آئندہ کے لیے ہدایات ویلاننگ کے حوالے سے 3 جنوری2015اور6 فروری 2015 کومقننہ کی مجالس ہوئیں جس میں اراکین مقننہ نے شرکت کی۔

#### شب مذاكره:

ارا کین جماعت کی روحانی تربیت، تعلق مع الله اور تقویٰ کے حصول میں معاونت اور فکری و تحریکی تربیت کے لیے 7 فروری 2015 کو حسب سابق شب مذاکرہ (اصلاحی و تربیتی مجلس)منعقد ہو گی۔ جس میں خاص ارا کین اور مجلس منتظمہ نے شرکت کر کے تربیت حاصل کی۔ اس مجلس میں ارا کین کے لیے طعام کا یرو گرام بھی کیا گیا۔

## ذيلى مدارسس ومكاتيب احبلاسس:

<del>موجودہ مکی صور تحال کے پیش نظر، جامعہ کے تما</del>م ذیلی مدار ساور مکاتیب کے لیے اُصول وضوابط میں ترمیم، مرکزی بور ڈور جسٹریشن کائی مہیا کرنے اور خصوصی ہدایات جاری کرنے کے سلسلے میں 4 جنوری 2015 کوہنگامی اجلاس طلب کیا گیا۔ جس میں ذیلی شاخوں اور مکاتیب کے دورے کرنے کے لیے سمیٹی مقرر کی گئے۔

#### منتظهداحبلاسس:

<u>6 جنوری 2015 کو "75 20</u> سالانہ لائحہ عمل " کے سلسلے میں منتظمہ اجلاس Grand) (Meeting بلاياكيا۔ جس ميں بعض شعبہ جات ضم جبكه بعض نے شعبہ جات كو قائم كيا كيا۔ دوران اجلاس تمام شعبہ جات کو متعلقہ شعبہ کاسالانہ لائحہ عمل اور کار کر دگی کو مزید بہتر بنانے کے لیے ہدایات و ضابطہ کاریر مبنی نوٹس حوالہ کرکے ہریفنگ دی گئی۔

خواتين احبلاسس:

<del>16 جنوری2015 کو"5</del> 201 سالانہ لا تحہ عمل " کے سلسلے میں خواتین کااجلاس بلایا گیا۔ جس میں خواتین شظیم کے تمام شعبہ جات کو متعلقہ شعبہ کاسالانہ لائحہ عمل اور کار کر دگی کومزید بہتر بنانے کے لیے راہنما أصول حواله كركے بريف كيا كيا۔

#### مختلف سر گرمیاں

## سير ب كانف ركس:

ماہر بیج الاول کی مناسبت سے 8 جنوری 2015، "شلمان، لنڈیکوتل" میں مقامی علاو طلبہ، مولاناشاہد، مولوی ذولقر نین اور مولوی صدر ایوب صاحبان نے دوسیرت کا نفرنس ، کاانعقاد کیا۔ جس میں کثیر تعداد میں عوام اور جماعتی ساتھیوں نے شرکت کی۔مقامی علاء کی دعوت پر کا نفرنس میں رئیس جامعہ ہمولا نامفتی محمہ ایاز صاحب، مولاناسمی الحق صاحب اور مولانامفتی ضیاء الحق صاحب نے شرکت کی۔

#### اختام در سس متسر آن:

<u>9 جنوري 2015، "مدرسه سي</u>ده حفصهٌ للبنات گل آباد" ميں محترم حاجی شير محمه صاحب کی دعوت پر در س قرآن کے اختتام پر مولانا سمیج الحق صاحب نے تر غیب الی القرآن پر بیان جبکه رئیس جامعه تبلیخ القرآن، مولانا مفتی محدایاز صاحب نے ختم قرآن کاآخری درس دیا۔

#### اختام در سس متسر آن:

''حلقہ پ<mark>کوسی'' میں محترم جناب</mark> حماؤاللہ صاحب کی دعوت پر در س قرآن کے اختنام پر نائب مفتی جامعہ تبلیغ القرآن،مولانامفی ضیاءالحق صاحب نے ختم قرآن کاآخری درس دیا۔

<u>پشاور یو نیور سٹی کے</u> ڈپٹی کنڑ ولرا بگزامنیشن ضلعی تنظیم کے ناظم اطلاعات جناب گوہر رحمٰن صاحب کے والد کی وفات پر تعزیت میں شرکت کی۔

## العسلم ایجو کیشن نصباب سیازی بریفنگ:

18 فروری 2015، کوالعلم ایجو کیشن مسٹم کے لیے اسلامیات کے مضمون کی نصاب سازی کے حوالے سے منعقدہ میٹنگ میں محترم جناب شکیل احمر صاحب نے بریفنگ دی۔میٹنگ کے شرکاء (ڈاکٹرر حیم، کفایت بخاری، مفتی مولانا محمہ ایاز اور ڈاکٹر حشمت علی، جناب یوسف ظفر ، مفتی محمہ حسین ، مولانا مجاہد خان ) نے اس کاوش کو سراہا، مزید بہتری کے لیے اہم آراء پیش کیں اور آئندہ ایجو کیشن کے حوالے سے ایک سیمنار کے انعقاد کا فیصلہ ہواجس میں مختلف ماہرین تعلیم کو شرکت کی دعوت کی جائے گی۔

اختام در سس مسر آن:

8 فروری 2015 ° دلدار گھڑی ترناب چارسدہ" میں محرّم مولاناعبدالواحداور مولوی لقمان صاحب کی دعوت پر درس قرآن کے اختتام پر رئیس جامعہ تبلیخ القرآن، مولانامفتی محمدایاز صاحب نے ترغیب الحالقرآن پربیان جبکہ شیخ القرآن مولاناصد رالشہید صاحب نے ختم قرآن کاآخری درس دیا۔

خادم ویلفئیر سوسائنی(KWS)

اعسزازی پروگرام:

مُلِرِ نَگ کورِسِ جُکیل:

''خادم ووکیشنل سنٹر'' کے زیرانتظام درس نظامی کے طلباء کوسینٹہ ٹائم میں ٹیلرنگ کورس کااہتمام کیا گیا تھاتا کہ طلباء کی عملی زندگی میں معاثی ضرورت کو پورا کر سکے۔چارماہ کے بعد 11 فروری 2015 کورس کی پنجیل کے موقع پر طلباء کے بنائے گئے کپڑوں اور کار کردگی کی نمائش ہوئی جس میں رئیس جامعہ،امیر اعلیٰ اور دیگر ذمہ دارسا تھیوں نے شرکت کی اور طلباء کی کار کردگی کو سراہا۔



## آپ کے خطوط

اداره

محترم جناب مدير صاحب

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته!

جناب كا گرامی نامه ملاءعزت افنرائی پر ممنون ہوں۔

آپ حضرات کی بیر علمی کاوش بہت قابل قدر ہے ،اللہ تعالی آپ کی کو ششوں میں برکت

ڈالیں۔ کوشش فرمائیں کہ جدید مفسرین کے افکار کامطالعہ اور تحقیقی جائزہ نیز جدید معاشی ومعاشرتی مسائل پر

مضامین بھی رسالے میں شامل ہوتے رہیں۔والسلام۔ جزا کم اللہ خیر ا۔ (ڈاکٹر حافظ) اکرام الحق

سيرثرى اسلامى نظرياتى كونسل اسلام آباد

\$ \$ \$ \$ \$ \$ \$ \$

#### پشم الرّحلن الرّحيم

محتر می و مکر می ہر یکی از مفتی محمد ایاز وڈا کٹر حشمت علی صاحبان السلام علیکم ورحمۃ اللہ و ہر کانتہ! عرض الحال میہ کہ عرصہ چھے ماہ سے بندہ کو دوماہی رسالہ تبلیغ القرآن مل رہاہے۔اور ملتے ہی بندہ اس کواز اول تاآخر مطالعہ کرنے کی سعادت حاصل کر رہاہے۔

صوبائی دارالحکومت میں بیٹھ کر جہالت کے گھٹاٹو پائد ھیرے میں بیچراغ انشاء اللہ اجالا پھیلانے میں ایک اچھااقدام ہے۔

ماشاءاللہ رسالہ کامعیارا چھاجارہاہے۔سائز، چھپائی، لکھائی ٹائٹل اور صحت پرنٹ کے لحاظ سے ملک کے نامور رسالوں کے صف میں شامل ہونے کی انگزائی لے رہاہے، اگر چہ عمر کے لحاظ سے نابالغ ہے، مضامین کے لحاظ سے سنجیدہ، مدیر کے سنجیدہ اداریہ سے مزین، تقریباً تمام مضامین بہتریا بہترین ہونے کا شرف حاصل کررہا ہے جتی کہ گوشہ خواتین کے مضامین بھی متاثر کن ہیں۔

بالآخر" جامعہ کے معمولات وسر گرمیاں" کے تحت جن احوال خیر کاذکر ہور ہاہاس سے پہ چلتا ہے کہ اگر مغرب نے الکیٹر انک میڈیا اور پر نٹ میڈیا کے ذریعہ نوجوان نسل کو گر اہ کرنے، فحاش کے سیلاب میں بہانے میں اگر کوئی کسر باقی نہیں رکھی توجامعہ تبلیغ القرآن نے معاشرہ کو سنوار نے اور نوجوان نسل کی اصلاح بذریعہ قرآن کریم کا تہیہ کرر کھا ہے۔ اگر اللہ تعالی کی نصرت شامل حال رہاتو یہ محنت رائیگال نہیں جائیگی۔

اس تمام مساعی جیله پربنده مفتی محمد ایاز ، ڈاکٹر حشمت علی اور اسکے جملہ سٹاف کو هدیہ تبریک پیش کرتا ہے اور دست بدعاہے کہ اللہ تعالی اخلاص کیساتھ تمام امور کو کامیاب فرماکر برکت عطافر مائیں۔

> دعاگو (مولانا)عید

(مولانا)عبدالرجيم عفى عنه مدرس جامعه تعليم القرآن شاه پور شانگله سوات مدير جامعه عائشه صديقة للبنات شاه پور



(.....)

جناب ڈاکٹر مولاناحافظ اکرام الحق صاحب اور شیخ التقبیر حضرت مولاناعبد الرحیم صاحب، آپ کے یاد کرنے، حوصلہ افنر ائی اور مفید مشور ول کا ادارہ بے حد ممنون ہے۔ آپ جیسے اکابر کی رہنمائی میں ہم اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ آئندہ بھی حوصلہ افنر ائی کرنے، اپنی مفید آزاءو تجاویز کی ہم توقع رکھیں گے اور اس کو عملی جامہ پہنانے کی بھر پور کو شش کریں گے۔انشاء اللہ

> والسلام مع الاحترام مدير مجله تبليغ القرآن

تبحره كتب

## تعارف فقه واصول فقه

لقمان احمه

تاليف: مولانامفتى محمد اياز صاحب

ضخامت: 400صفحات

مطبع: اشاعت اكيدُ مى ايندُ پر منتك ايجننى عبد الغنى پلازه محله جنگى قصه خوانى پشاور 2580325 - 091

تبجره:

اللہ تعالی نے بن نوع انسان کے لیے ضابطہ حیات اور قانون کو قرآن کریم کی شکل ہیں دیا۔ کیونکہ زندگی گزارتے گزارتے مختلف احوال سے گزر ناپڑتا ہے۔ اسی بناپر درست را ہنمائی کے لیے وحی کا سلسلہ قائم ہوا جو کہ زندگی کے ہر موڑ پر انسان کوکا میاب بناتا ہے۔ لیکن بعض او قات ایسے حالات کا سامنا کر ناپڑتا ہے اگر انسان کو اُن حالات کو سلجھانے کا علم نہ ہواور وہ عقل و فہم سے اُس کا درست اور اک نہ کریں تو یہ بات بعید نہیں کہ کہیں جا کر ڈوب جائیں۔ قرآن کریم کو سیجھنے کے لیے نبی کریم ملٹے فلیا تیا ہی حدیث ایک الیمی کنجی ہے جس میں قرآن کریم کی تمام تر وضاحت موجود ہے، لیکن تمام انسانیت کی عقل و فہم کی رسائی اور قرآن و حدیث پر کا مل عبور مشکل سارہ گیا ہیں۔ جس کے لیے اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے اور مسائل کی وضاحت کے لیے اصول و قواعد کے مطابق اس کا حل قرآن و حدیث کی روشنی میں کیا جاتا ہے۔

خود نبی المُتَّالِيَّةِ نِے بھی اجتہاد کیاتھا کیونکہ وہ مجتہدا عظم سے بعد میں صحابہ کرام اور مستقل طور پرائمہ مجتہدین گران ہواور نے اس پراپنے قلم اٹھاکر دنیا کو قرآن و حدیث کی درست تشر تکسامنے رکھی تاکہ انسان کا میابی کی راہ پر گامزن ہواور زندگی کے ہر موڑ پر غلطی اور گرائی کا شکار نہ ہو۔ اس علم کو علائے کرام نے فقہ اور اصول فقہ کا نام دیا ہے۔ فقہ اور اصول فقہ کیا ہے ؟ یہ الگ ایک علم ہے اور بہت سے اقلام نے اس بحث کو اپنی زینت بنائی ، لیکن دور حاضر کے تفاضوں اور ضرورت کے مطابق ایک جائے گئاب جو حضرت مفتی صاحب نے تحریر فرمائی ہے اپنی مثال آپ ہو تفاضوں اور ضرورت کے مطابق ایک جائے گئاب جو حضرت مفتی صاحب نے تحریر فرمائی ہے اپنی مثال آپ مطبقات ، ایمیت ، ادوار ہے۔ کیونکہ مصنف نے اپنی کتاب دور میں آبا ہے جس سے علاء ، طلباء کو نہ صرف پورا کیا بلکہ فقہ اور اصول فقہ کی ایک نئی روح دی۔ اور ایک ایسا مجموعہ وجود میں آبا ہے جس سے علاء ، طلباء ، کالی بیونیور سٹی سے وابستہ طلباء اور ریسر چرز مکمل طور پر اور آسانی سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ وابستہ طلباء اور ریسر چرز مکمل طور پر اور آسانی سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

بجيك

کل بہ صد عجز وادب ایک بڑے تاجرسے عرض کی میں نے" جیل" کی اعانت سیجیے اس کامقصدہے کہ ہول نیندے سوتے بیدار آپاس مقصد زرین کی حمایت کیجیے فرض ہے دین کی تبلیغ مسلمانوں پر 🕯 جتنامقد ورهو، مذبب كى اشاعت تيجي ہم ہیں نادار مگر مگر عزم جواں رکھتے ہیں آپ زر دار ہیں دولت سے کفالت مجھے ہوا گرعذر کو ئی خدمت اعزازی میں صرف سالانه خریداری کی زحت کیجیے ہنس کے فرمایا کہ اب عامر قرسودہ خیال تواجهی تک ہے اسیر غم کفر واسلام تیرے اعصاب پہ طاری ہے قدامت کا جنوں ہیں ترے دید ہود ل فرقہ پر ستی کے غلام اسپ تہذیب وتر قی تو کہاں تک پہنچا تولیّے پھر تاہے صدیوں کے پرانے اُدہام دیکھاس وقت زمانے کے تقاضے کیاہیں کون سی چیز ہے جس چیز کے طالب ہیں عوام آج دنیا کو ضرورت ہے رواداری کی بام مسجد کی فصیلوں پر سجادے اصنام صوتِ آذان كونا قوس كى تانول سے ملا ہے یہ بے وقت کی شہنائی، حلال اور حرام آخ کل ایک نجی چیز ہے مذہب وزہب وعظو تبلیغ و بدایت کے ہو قضیوں کوسلام متحد قوم کی تشکیل کاوقت آیاہے نشر ہوں اب وسیع النظری کے پیغام ہند کے دامن راحت میں اگر رہناہے برسرعام نہلے دین کی تبلیغ کانام

**ムりゃくりゃくりゃくりゃくりゃ** 

عرض کی میںنے کہ '' قبلہ نے بجافرہایا'' جانتامیں بھی ہوں اس دور کے تازہ حالات میں بھی ہوں فتنہ و تفریق و تعصب کے خلاف بغض و کینہ سے بہت دور ہے مومن کی حیات میں بھی ہوں معترفِ امن واخوت لیکن مجھ سے ہوسکتی نہیں بندگی انت ومنات فتمتی چیزہے دل جو کی اربابِ وطن خوب ہے متحدہ قوم کے پر چار کی بات دين ومذبب كو مگرآپ غلط تسجيح بين دین و مذہب ہی میں بوشیدہ ہے قوموں کی نحات وعظو تبليغ كامفهوم نهين دارو گير شورش و فَتنهُ هِنْگامه 'نہیں جشن برات بولے بس خیر! ہمیں بحث نہیں کرنی ہے یاں خاطر کے لیے کچھ مختھے دیناضر ور ویسے اچھاتو یہی تھاکہ رسالے کے عوض چھیڑ تاکارِ تجارت کوئی حسب مقدور آج کل دین کا بازار بہت منداہے ہورسالہ بھی تو فلمی اُسے ہو ناہے ضرور دس کااک نوٹ برمھاتے ہوئے ارشاد کیا لے اِسے خرج میں لا<sub>أ</sub> جیسے تجھے ہو منظور نوٹ دہ مجنشش زر دارالی توبہ! جیسے بھٹی کاد ہکتا ہُواا نگارہ ہو بهیک،احسان و کرم، داد ود مهش، لطف وعطا جيسے مختاج و گداعامر بے چارہ ہو میں نے چندے کی جگہ جیک نہیں مانگی تھی بهبك دوأس كوجو مختاج ببوناكاره ببو ايسے انداز نوازش په ہزاروں لعنت جس سے خود داری مفلس کا جگر ہارہ ہو لے لیانوٹ گرلے کے وہیں پھاڑویا اینافلاس کی غیرت کاعلم گاڑدیا (مولاناعامر عثانی ۔۔۔ بیہ قدم قدم بلائیں)